دائرۃ المعارف

یعنی

معارف اعظم گڈہ

کی

تینتیسوین جلد

از

جنوری سنہ ۱۹۳۴ء تا جون سنہ ۱۹۳۴ء

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

مطبع معارف دار المصنفین اعظم گڈہ

فہرست مضمون نگاران معارف

جلد ۳۳ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء تا جون سنہ ۱۹۳۴ء

بہ ترتیب حروف تہجی

فہرست مضامین

جلد ۳۳ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء تا جون سنہ ۱۹۳۴ء

(بہ ترتیب حروف تہجی)

جلد ۳۳	ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۳۴ء	عدد ۱

مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شذرات

بحمد اللہ تعالیٰ کہ **معارف** اپنی زندگی کے انیسوین سال مین داخل ہو رہا ہے، اور اس سے زیادہ شکر کا مقام یہ ہے کہ اوقات اور معیار کی پابندی کے ساتھ وہ اس اثنا مین برابر اپنے خدمات مین مصروف رہا، دعا ہے کہ اسی طرح تا دیر اس کو ادائے خدمت کا موقع ملتا رہے،

سالِ گذشتہ کی تصنیفات مین **خیام** تو پہلے شائع ہو چکی تھی، اور اب **سیر الصحابہؓ** جلد ہفتم کی اشاعت کی خبر دیجاتی ہے، اس مین ایسے ڈیڑھ سو صحابہؓ کے حالات ہین، جو عہدِ رسالت مین کمسن تھے، اور اسی جلد پر اس وسیع سلسلہ کا خاتمہ ہو گیا، آج سے تیئیس برس پہلے حضرۃ الاستاذ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرۃ النبیؐ کے ساتھ ساتھ صحابہؓ کرام کی مبارک سیرتون کی تدوین کا بھی خواب دیکھا تھا، اور اسکی تکمیل کے لیے خادمۃ الملۃ المحمدیۃ و مخدومۃ الامۃ الاحمدیۃ، نواب سلطان جہان بیگم سابق فرمانروائے بھوپال رحمہا اللہ تعالیٰ کی سرکار مین تحریک کیگئی تھی، خوشی اور شکر کا مقام ہے کہ ان مرحومین کی مقدس تمناؤن کی تکمیل کیساتھ اردو زبان مین اسلام کے سب سے مقدس اور پاک دور کی تاریخ مرتب ہو گئی، **دار المصنفین** کے ذخیرۂ اعمال مین اگر صرف یہی ایک کارنامہ ہوتا تو اسکے فخر کے لیے کافی ہوتا، ولا فخر،

افکارِ عصر یہ جس کی اشاعت کا اعلان کیا گیا تھا، گذشتہ سال اسکی چھپائی شروع نہ ہو سکی، کاپیان لکھی

ہوئی پوری موجود ہین، امید ہے کہ ۱۹۳۴ء کی پہلی سہ ماہی مین چھپ جائے، اس کے بعد انشاء اللہ **تاریخ صقلیہ** کی دوسری جلد کی چھپائی شروع ہوگی، اس جلد مین مسلمانانِ صقلیہ کے علوم و فنون اور تمدن کی پوری تاریخ ہوگی،

ڈیڑھ دو سال کے قریب گذرا کہ معارف مین یہ خبر درج کی گئی تھی کہ ونسنک صاحب کی معیت مین مستشرقین کی ایک جماعت کتبِ احادیثِ نبوی کی ایک مرتب فہرست تیار کر رہی ہے، دو ماہ ہوئے کہ اس فہرست کا پہلا حصہ شائع ہو گیا، اس مین باب الالف کے مضامین کے حوالے درج ہین، مثلاً اجارۃ کے متعلق جسقدر حدیثین جن کتب حدیث مین ہین، ان کے حوالے بقیدِ صفحات یا ابواب ایک ایک دو دو لفظون مین لکھدیئے گئے ہین، تمام متون اور حوالے کُل کے کُل عربی مین ہین، اس لیے خالص عربی دان اصحاب بھی اُن سے فائدہ اٹھا سکتے ہین، افسوس یہ ہے کہ کام کن کے کرنے کا تھا، اور کون کر رہے ہین: فاعتبروا یا اولی الابصار،

یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ رامپور کے مشہور علم دوست فاضل اور وہان کے مشہور شاہی کتب خانہ کے سابق ناظم اور متعدد کتابون کے مترجم و مصنف حافظ **احمد علیخان** صاحب شوق نے اوائلِ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ مین تقریباً ساٹھ برس یا ستر کی عمر مین انتقال فرمایا، مرحوم نہایت با اخلاق، با مروت، علم دوست، اور صاحبِ کمال تھے، قلمی اور نادر کتابون کے خاص ماہر تھے، معارف کے ناظرین کبھی کبھی اُن کی تحقیقات سے مستفید ہوا کرتے تھے، ان کی سب سے بہتر کتاب تذکرۂ کاملین رامپور ہے، اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت کرے،

اسلامی علوم و فنون لطیفہ کی تحقیقات کا ایک نیا رسالہ "آرس اسلامیکا" ولایات متحدہ امریکہ سے محمد آغا اوگلو (شاہ کی ترک) کی اڈیٹری مین میچیگان یونیورسٹی پریس سے نکلنا شروع ہوا ہے، اسمین امریکہ، یورپ اور ایشیا کے اکثر مستشرقین مضامین لکھینگے، سال مین دو دفعہ جنوری اور جون مین نکلا کریگا، قیمت ۵ ڈالر، مضامین انگریزی، فرنچ، جرمن تین زبانون مین ہون گے

مقالات

سفرِ افغانستان

۲

چینی ترکستان نمازِ جمعہ سے واپسی مین میرے اور ڈاکٹر اقبال صاحب کے ساتھ ایک اور ذمہ دار باخبر بھی تھے، ان سے چینی ترکستان کے واقعات کی نسبت گفتگو ہوتی رہی چینی ترکستان اور افغانستان کی سرحدین باہم ملتی ہین، یہ معلوم ہوا کہ جس طرح ہندوستانی سرحد کے قبائل ہین، اسی طرح اودھر بھی قبائل ہین، جنکے چینی ترکستان سے تعلقات ہین، ان قبائل مین سے پانچہزار افغانون کے قریب ترک مجاہدین کے شریکِ حال ہین، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہی حکومت ان مجاہدین کی حکومت کو ذرا بھی کامیابی نصیب ہو تو اس کو تسلیم کرلینے کے لیے بالکل تیار ہے، بلکہ وہ اس کے لیے بخارا کے سابق گورنر کو بطور سفیر اعلیٰ کے منتخب کرچکی ہے، اسکی بھی تصدیق ہوئی کہ اس ترکی تحریک مین کامیابی کی طرف سے خطرات چینی حکومت کی فوجی قوت کے سبب سے نہین بلکہ خود مسلمانون کی باہم فرقہ آرائی، اور نفاق انگیزی کے سبب سے ہین، چنانچہ چین کی طرف سے لڑنے کے لیے بھی جو لوگ آئے ہین وہ تنگیان یعنی چینی مسلمان ہین،

مشرقِ وسطیٰ کی مرکزیت اور اسلام ڈاکٹر صاحب نے اس موقع پر ایک عجیب بات فرمائی، جو حالات کے لحاظ سے یقیناً متوقع ہے، فرمایا کہ یورپ نے اپنی اس نئی ترقی مین اپنا سارا زور بحری طاقت پر صرف کیا، اور ہر قسم کی تجارتی آمد و رفت اور سیر و سیاحت کے راستے دریائی رکھے، اور اپنے انھین جہازون کے ذریعہ سے مشرق کو مغرب سے ملا دیا، لیکن اب یہ نظر آرہا ہے کہ ان بحری راستون کی یہ حیثیت جلد فنا ہوجائے گی، اب آیندہ مشرقِ وسطیٰ

(سنٹرل ایشیا) کا راستہ مشرق و مغرب کو ملائیگا، اور تری کے بجائے خشکی کا راستہ اہمیت حاصل کریگا، تجارتی قافلے اب موٹرون، لاریون، ہوائی جہازون اور ریلون کے ذریعہ مشرق و مغرب مین آئین جائینگے، اور چونکہ یہ پورا راستہ اسلامی ملکون سے ہوکر گذریگا، اس لیے اس انقلاب سے ان اسلامی ملکون مین عظیم الشان اقتصادی و سیاسی انقلاب رونما ہوگا، اور اس وقت پہلے کی طرح پھر افغانستان کو دنیا کی شاہراہ بننے کا موقع ملیگا، اس کیلئے ابھی سے اسکو تیاری کرنی چاہیے،

اس نظریہ کے ثبوت مین یقیناً حالات ہمارے سامنے ہین، پشاور سے کابل کو، چمن سے قندھار کو، کابل سے مزار شریف اور ہرات کو، قندھار سے ہرات کو موٹرین اور لاریان چل رہی ہین، اودھر راستہ یا بخارا ہوکر یا ادھر ایران ہوکر طے کیجئے، پہلے مشرقِ وسطیٰ کے لوگ خشکی کی راہ سے حج کرنے جاتے تھے، اکبر کے زمانہ سے ہندوستان کے بندرگاہون سے جانے لگے، اور انگریزون کے عہد مین افغانستان اور ترکستان بلکہ اکثر مشرقی ملکون کے مسلمان ہندوستان ہوکر بحری راستہ سے مکہ معظمہ جانے لگے، اگر خشکی کا راستہ ذرا درست ہوجائے تو یقین کیجئے کہ ان حاجیون کو پھر بدستور سابق خشکی کا راستہ پسند آنے لگیگا، اور پھر افغانستان یا بلوچستان ہوکر ایران، ایران سے عراق، عراق سے نجد اور نجد سے حجاز کا راستہ کھل جائیگا، یہی وہ راستہ تھا جو خلفاء اور شاہانِ اسلام کے زمانہ مین مستعمل تھا، آجکل ہندوستان مین بھی خشکی کے راستہ سے حج کے انتظامات کا اعلان اسی مستقبل کا دیباچہ ہے،

کھانا دارالامان مین واپس پہنچکر کھانے کی میز پر گئے، ابتداءً شوربا وغیرہ تو انگریزی مذاق کی چیزین تھین، مگر اس کے بعد وہی مشرقی، بلکہ ہندوستانی کھانے تھے، کھانون کے لحاظ سے ہندوستان اور افغانستان مین فرق محسوس نہین ہوتا، بجز اسکے کہ وہان مرچ نہین کھائی جاتی پلاؤ کے اقسام بھی ہندوستان ہی کی طرح تھے، گوشت اور سالن بھی ہندوستان ہی جیسے، ایک قسم کے پلاؤ کا نیا نام مستان بتایا گیا، البتہ بیچاری دال ایسی چیز ہے جو ہندوستان کے باہر نہین پائی جاتی، افغانستان مین بھی نہین،

کھانے پر خاکسار، ڈاکٹر اقبال، سر راس مسعود، پروفیسر ہادی، غلام رسول خان بیرسٹر، سردار فیض محمد خان، اللہ نواز خان، اور سرور خان گویا تھے،

حضرت نور المشائخ

ڈاکٹر صاحب نے ۱۰ بجے حضرت نور المشائخ سے ملاقات کا وقت مقرر کرایا تھا، مین بھی ساتھ گیا، یہ حضرت نور المشائخ وہی ہین جو ہندوستان مین ملاے شور بازار کے نام سے مشہور ہین، انکا اصلی نام فضل عمر ہے، مشائخ مین سے ہین، طریقۂ مجددی ہین، شہر کابل اور قبائل مین اور شاہی فوج مین بکثرت ان کے مرید ہین، ۱۹۱۹ء کی جنگ افغانستان و انگریز مین یہ بھی جنرل نادر خان مرحوم کے ساتھ جہاد مین شریک تھے، اور قبائل کو اپنی تقریر اور اثر سے افغانی لشکر مین شرکت پر آمادہ کرتے تھے، افغانستان کی اس جنگِ آزادی مین ان کا بھی خاص حصہ ہے،

ہندوستان مین بھی اُن کے مرید ہین، کاٹھیاواڑ مین کچھ پٹھان ہین، وہ ان کے مرید ہین، شاہ امان اللہ خان کے اخیر عہد مین یہ ہندوستان چلے آئے تھے، اور کہا جاتا ہے کہ امان اللہ خان نے اپنے اصلاحات کے اجرا کے معاملہ مین جب اعتدال کی حد سے آگے قدم رکھا تو وہ شاہ موصوف سے خفا ہو کر افغانستان سے باہر چلے گئے، اور عہد کیا کہ جب تک کہ امان اللہ خان وہان ہین، وہ وہان نہین جائینگے، چنانچہ بچۂ سقا کے پورے عہد مین وہ ہندوستان ہی مین رہے، اُن کے بھائی ان کو لینے آئے بھی تو نہین گئے، نادر خان کی کامیابی کے بعد یہ افغانستان واپس گئے، حکومت نے ان کا بڑا خیر مقدم کیا، اور ان کو وزیر عدالت مقرر کیا، اور ان کے بھائی محمد صادق خان مجددی کو سفیر بنا کر مصر بھیجدیا،

حضرت نور المشائخ کا خطاب غالباً حکومت موجودہ کا عطا کردہ ہے، اور اب وہ اسی نام سے وہان پکارے جاتے ہین، اور حضرت صاحب شور بازار بھی کہے جاتے ہین، انھون نے وزارتِ عدل کا کام کچھ دنون تک انجام دیا، مگر پھر اپنی درویشی اور طریقۂ ارشاد کے مسلک کے خلاف سمجھکر عملاً اس سے دست کش ہو گئے، حکومت نے بھی گو عملاً اُن کے استعفےٰ کو قبول کر لیا تھا، مگر رسماً اب بھی وہ وزیر عدل تھے، اور اُن کے ساتھ اُن کے داماد مولٰنا فضل احمد مجددی معین وزارتِ عدل تھے، اور وہی اس محکمہ کے کام کرتے تھے، اسوقت تک یہی صورتِ حال تھی،

ان کا مکان پرانے شہر کے اندر ایک گلی مین ہے، موٹر ایک گلی کی موڑ پر جا کر کھڑا ہو گیا، اور مین اور ڈاکٹر صاحب اُتر کر گلی مین گئے، افسوس ہے کہ گلیان صاف نہ تھین اور بیت الخلا بنانے کا طریقہ اچھا نہین، بہر حال گلی کے اندر

ایک مکان کے پاس جا کر ٹھہرے، دروازے پر کچھ اور لوگ بھی پہلے سے منتظر تھے، مکان ہر قسم کے تزک و احتشام اور ظاہری آرائش سے خالی تھا، بالکل درویشانہ تھا، باہر نشست گاہ بھی نہ تھی، زنانہ مکان تھا جہان پردہ کرا کر ہم لوگون کو اندر آنے کی اجازت ملی، مولٰنا فضل احمد صاحب ہم کو اندر ایک لمبے کمرہ مین لے گئے، جسمین ایک طرف ایک پلنگ اور باقی زمین مین سادہ فرش بچھا تھا، پلنگ پر ملا صاحب تشریف فرما تھے، ہم لوگ فرش پر جا کر بیٹھے، ملا صاحب اپنی جسامت مین ہمارے مولٰنا شوکت علی سے کم نہین، ابھی تک سر اور داڑھی کے بال سیاہ ہین، پاؤن مین کوئی تکلیف تھی جس کے سبب چلنے سے اس وقت معذور ہو رہے تھے، ڈاکٹر صاحب سے یہ ایک دفعہ لاہور مین مل چکے تھے، مجھ سے ملاقات نہ تھی، مجھ سے پوچھا کہ وطن بہار ہے؟ مین نے کہا جی ہان، وہ ہندوستان کے اکثر علماء و مشائخ سے واقف تھے، میرے نام کی مناسبت سے مولٰنا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کو دریافت کیا، مین نے ان کی خدمت مین اپنی خصوصیات خاندانی کا ذکر کیا، پھر مین نے کہا، آپ بھوپال کے حضرت شاہ ابو احمد صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے واقف ہین، فرمایا ہان، مین نے کہا میرے بھائی مرحوم مولٰنا حکیم سید ابو حبیب صاحب مجددی ان کے خلیفہ تھے، پھر مین نے اپنے ایک عزیز دوست حافظ فضل الرحمان صاحب ندوی امام مسجد درگاہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ واقع سرہند کا سلام اُن کو پہنچایا، انھون نے اسکا جواب دیا، یہ سرہند حاضر ہوتے ہین، کچھ دیر تک ہندوستان کے بعض حالات اور بچۂ سقا کے ہنگامہ سے نجات کے واقعات پر گفتگو رہی، تھوڑی دیر کے بعد چائے پیش ہوئی اور ایک کشتی مین خشک میوے (بادام اور انجیر ین) تحفہ کے طور پر ڈاکٹر صاحب کو پیش کئے، جس کے بعد ہم لوگ ان سے رخصت ہوئے،

ہندوستانی پارٹی

یہان سے سیدھے اللہ نواز خان کے مکان پر گئے، افغانستان مین ہندوستانیون کا اچھا خاصہ گروہ موجود ہے، جس مین سے اکثر سلطنت کے مختلف عہدون پر سرفراز ہین، ان مین سے دو صاحب ذمہ دار صاحب منصب ہین، ایک شاہ جی سید عبد اللہ نائب سالار، یہ پشاور کے رہنے والے ہین، ہجرت کے زمانہ مین افغانستان چلے گئے تھے، حکومت نے قدر دانی کی، اور اُن کو اس بلند عہدہ تک پہنچایا، دوسرے یہ اللہ نواز خان جنکا ذکر پہلے گذر چکا ہے، یہ پہلے شاہی اسٹاف مین یاورِ اول مقرر ہوئے تھے، اور اب وزیر امور نافعہ ہین، ان دونون

کے علاوہ بقیہ عہدہ دار تعلیمی، علمی، اور انتظامی دائرون مین منسلک ہین جنمین سے ایک قابلِ ذکر نوجوان مقبول احمد صاحب غازیپوری ہین، یہ شہر غازیپور کے قریب ایک گاؤن (بخشوپور) کے رہنے والے ہین، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے ایف ایس سی کے طالب علم تھے، ۱۹۲۱ئ؁ مین ترک موالات کرکے مولنٰنا محمد علی مرحوم کی جامعہ مین آئے پھر ترک موالات کے پروپگنڈے کا کام کرتے رہے، اسی اثنا مین افغانستان مین چند معلمین کی ضرورت کا اشتہار ہندوستان مین شائع ہوا، جس کو پڑھکر انھون نے بھی درخواست دی، جو منظور ہوئی، اور اس وقت سے آج تک اس ملک کی خدمت کررہے ہین، یہ پہلے ایک معلم کی حیثیت سے آئے، لیکن اپنی محنت، کوشش اور مطالعہ سے گوگرد سازی مین یہ ترقی کی کہ سرکاری دیاسلائی اور بارود سازی کے کارخانون مین داخل ہوگئے، اور اپنی انتھک کوشش کر سرکاری دیاسلائی کے کارخانہ کو سابق جرمن ماہرِ گوگرد کے زیادہ کامیابی کیساتھ چلا رہے ہین، اسی طرح اور بہت سے ہندوستانی حضرات قابلِ ذکر ہین،

ان ہندوستانی بھائیون نے آج اپنی قدردانی سے اپنے اِن چند نو وارد بھائیون کے اعزاز مین اللہ نواز خان کی کوٹھی مین شام کی چائے کی دعوت دی تھی، کابل کے تمام ہندوستانی بھائی جمع تھے، جنکی تعداد میرے اندازمین تو ڈیڑھ سو سے کم نہ ہوگی، جس وقت ہم اور ڈاکٹر صاحب پہنچے ہین، اکثر مہمان آچکے تھے، حکومت افغان کے افغانی نمایندون مین سے صرف سردار فیض محمد خان وزیر خارجیہ تھے، سر راس مسعود صاحب وغیرہ پہلے ہی آچکے تھے، اس کوٹھی کے احاطہ مین خاصہ بڑا میدان تھا، جسمین اس پارٹی کا انتظام تھا، بیچ مین فوارہ تھا، جس کے چارون طرف نو وارد مہمانون اور خاص خاص لوگون کی نشستین تھین،

میدان مین جابجا قرینہ سے میزین لگائی گئی تھین، اور اُن کے چارون طرف کرسیان بچھادی گئی تھین، کیک اور بسکٹ اور مٹھائیان اور چاے سامانِ دعوت مین تھین، مولانا سیف الرحمان صاحب مجاہد (سابق مدرس فتحپوری دہلی) اور مولنٰنا منصور انصاری صاحب سے ملاقات ہوئی، یہ دونون بزرگ مجاہدین کے مشہور سرگروہ مین تھے، مولنٰنا سیف الرحمان صاحب بڑے عالم ہین، دہلی کے مدرسۂ فتحپوری مین سالہاسال مدرس اوّل رہ چکے ہین، ان کے شاگردون کی بڑی تعداد ہے، جنگِ عظیم کے زمانہ مین مولنٰنا عبید اللہ صاحب سندھی اور یہ اور بعض دوسرے علماء سرحد

چلے گئے تھے، تاکہ وہان ہندوستانی مجاہدین کو اس موقع سے فائدہ اٹھانے مین مدد دیجائے، اب یہ سالہاسال سے کابل مین گوشہ نشین ہین، اور مولنٰنا عبید اللہ صاحب اب حجاز مین تشریف رکھتے ہین،

مولنٰنا سیف الرحمان صاحب نے اپنی جگہ سے اٹھکر بڑی گرمجوشی سے معانقہ فرمایا، اور میری آمد پر خوشی ظاہر فرمائی، مولنٰنا انصاری صاحب نے بھی پرتپاک خیر مقدم کیا، سرحد مین مولنٰنا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اور سید احمد صاحب بریلوی کے معتقدین کی جو جماعت مجاہدین ہے، اس کا مرکز چمرقند ہے، اس جماعت مجاہدین کے صدر اسوقت مولنٰنا نصیر صاحب ہین، وہ بھی یہان تشریف رکھتے تھے،

ایک لطیفہ یہ ہوا کہ کسی نے وہان کی اس اکتوبر کی سردی مین جو ہمارے ہان کے دسمبر کے برابر تھی فوارہ کھلوا دیا، لیکن سر راس مسعود صاحب کے کہنے سے جو اسوقت مبتلائے زکام تھے وہ بند کردیا گیا، اس موقع پر سردار فیض محمد خان نے مہمانون کی طرف خطاب کرکے برجستہ یہ شعر پڑھا جسکا پہلا مصرع تو کسی اور شاعر کا ہے، اور دوسرا اُن کا ہے

گوہرِ شہوار می سازد نثارِ مقدمت

ورنہ از فوارہ مقصود دگر کے دارد آب

ہم مین شاعر تو ڈاکٹر اقبال ہی صاحب تھے، ان سے دوستون نے جواب کا اصرار کیا، انھون نے تھوڑی دیر کے بعد پہلا مصرع بدل کر اسکا جواب لکھا، جو مجھے پورا یاد نہین رہا،

. . . . . . می شمارد قدر احسان بشما

ورنہ از فوارہ مقصود دگر کے دارد آب

چائے سے فارغ ہوکر مجمع کا فوٹو لیا گیا، اور تعجب ہے کہ علماء نے اس پر کوئی اعتراض نہین کیا، اسکے بعد ہندوستانیون کی طرف سے مولوی بشیر صاحب نے مہمانون کے خیر مقدم کی تقریر فرمائی، جسمین پہلے حکومت افغانستان کا شکریہ ادا کیا، اور وہان کی موجودہ حکومت کی تحسین کی، اور ہندوستانیون کے ساتھ اس کی قدردانیون کی تعریف کی، اور پھر ہندوستان کے حالات کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مایوسی کی کوئی وجہ نہین، مصیبت ہی کے بعد راحت

آتی ہے، مہمانون کی طرف سے جوابی تقریر کا فرض مین نے ادا کیا، جسکا ایک فقرہ صرف مجھے یاد ہے، کہ مین نے اپنے ہندوستانی بھائیون کو خطاب کر کے کہا کہ "تاریخ مین ہندوستان نے افغانستان کے معاملہ مین کئی دفعہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے، اب وقت ہے کہ ہمارے یہ بھائی اپنے حسن خدمات سے ان گناہون کا کفارہ ادا کرین"

میرے بعد ڈاکٹر اقبال صاحب نے مختصر تقریر کی، اور اسی پر جلسہ ختم ہوا، اور ہم لوگ اپنے قیامگاہ کو واپس آئے،

واپسی کا پروگرام میرا ارادہ تھا کہ ابھی کابل مین چند روز اور ٹھہرون، اور پھر پشاور ہی کے راستہ سے واپس بھی جاؤن مگر معلوم ہوا کہ سید راس مسعود صاحب کو مسلم یونیورسٹی کے ضروری کامون کے سبب سے ۱۴ نومبر کو علی گڈھ قطعاً پہنچ جانا ہے اور ڈاکٹر صاحب کو غزنین کی زیارت کا شوق ہے، اس لیے واپسی کا راستہ غزنین، قندھار اور چمن ہو کر مقرر کیا گیا ہے، ان قدیم شہرون کی غیر متوقع زیارت کا شوق مجھے بھی ہوا، اسلئے کابل مین مزید قیام کا خیال ترک کیا، اور دوسرے رفقا کیساتھ مین نے بھی اسی راستہ سے واپسی کا عزم کیا،

ڈاک افغانستان سے ہندوستان کو ہفتہ مین دوروز ڈاک جاتی ہے، محکمۂ ڈاک کی اپنی لاریان ہین، جنپر ڈاک پشاور کو بھیجی جاتی ہے، ۲۸ اکتوبر کی صبح کو اٹھکر سب سے پہلے ہندوستان چند خط لکھے جنمین سے ایک برادرم حکیم عبد العزیز صاحب ندوی کو لکھا، جسمین راستہ کے تغیر کی اطلاع دی، اور لکھا کہ ناظم صاحب جمعیتہ العلمائے صوبہ سرحد کو مطلع کر دیجیے کہ ان کے مجوزہ جلسہ مین شرکت سے معذوری ہے،

افغانستان مین ابھی تک کارڈ اور لفافون کا رواج نہین ہوا ہے، صرف ٹکٹون کا رواج ہے، ٹکٹ مختلف قیمتون اور رنگون کے نہایت خوبصورت ہین، جو وہین کابل کے سرکاری مطبع مین چھپتے ہین، ٹکٹون پر بیچ مین افغانستان کے سرکاری علم "محراب و منبر" کی تصویر ہوتی ہے، نیچے "پُست دولت افغانستان" اور اوپر فرنچ مین "پوسٹس افغانیس" اور گوشون مین ٹکٹون کی قیمت درج ہوتی ہے،

اب چونکہ واپسی کا عزم ہو چکا تھا، اس لیے ایک دو دن مین یہان کے قابل دید مقامات کی سیر کر لینی تھی، ہمارے قیامگاہ سے قریب موزۂ کابل (میوزیم) یعنی کابل کا عجائب خانہ تھا، اسلئے سب سے پہلے اودھر ہی کا رخ کیا،

موزۂ کابل یہ عجائب خانہ دار الامان مین ہے، اور امیر امان اللہ خان کی تاسیسات مین سے ہے، بچۂ سقا کے عہد مین اس عجائب خانہ کی چیزون کو بھی صدمہ پہنچا، مجھے بتایا گیا کہ یہان جو مجسمے تھے، ان کو بت سمجھکر توڑا پھوڑا گیا، کچھ چیزین شخصی تصرف مین بھی آگئی تھین، شاہ نادر خان نے اپنے تسلط کے بعد دوبارہ اس عجائب خانہ کو ترتیب دیا، اور دوبارہ غارت کردہ چیزون کو مختلف تدبیرون سے یہان یکجا کر دیا،

۱۱ بجے دن کو سرور خان گویا کے ساتھ مین اس عجائب خانہ مین گیا، ماشاء اللہ پتھر کی نہایت عمدہ دو منزلہ مختصر عمارت تھی، عمارت کا طول زیادہ، اور عرض کم تھا، دروازہ بھی شاندار تھا، دروازہ پر ایک سنتری کھڑا پہرہ دے رہا تھا، مدیر صاحب میوزیم سے تعارف ہوا، پھر چیزون کے دیکھنے مین مصروف ہوا، بلند دروازہ کے دونون طرف دیوارون مین خطاطیون کے نمونے آویزان ہین، نیچے دیوار سے لگا کر چند سنگی کتبے رکھے ہین، جنمین سے ایک شاہجہان کا ہے، اس پر شاہجہان کے کابل آنے کی یادگار تاریخ منقوش ہے، اس کتبہ کی عبارت کی نقل پروفیسر ہادی صاحب نے جو بعد کو یہان اسی وقت تشریف لے آئے تھے، لی ہے، دوسرا سنگی کتبہ اورنگ زیب عالمگیر کی کسی مسجد کا ہے، دروازہ کے بعد چند زینون پر چڑھکر ایک مستطیل سائبان آیا جس کے دونون طرف بہ ترتیب کمرے تھے، اور ہر کمرہ کسی خاص چیز کے لیے تھا، انھین مین ایک دفتر کا کمرہ بھی تھا، اس سائبان مین اسلام سے پہلے کے بتون کے مجسمے تھے، ان مین زیادہ تر بودھون کے عہد کی یادگار تھے، بعض یونانی افغانی طرز کے نمونے تھے، یہ کل مجسمے افغانستان ہی سے کھود کر لائے گئے ہین،

ایک کمرہ قدیم تصاویر کا تھا جس مین یہان کے بہت سے امرا، اور سلاطین کی تصویرین تھین، ایک کمرہ مین افغانستان کے پرانے ہتھیار رکھے تھے، زرہ، خود، چار آئینہ، سپر، تلوارین، تیغے، پرانی بندوقین تھین، چار آئینہ مرثیون مین سنا تھا، مگر دیکھا نہین، یہ سینہ پر باندھنے کا آہنی غلاف تھا، سپاہی ان کو سینون کے بچانے کے لیے اون پر باندھتے تھے، ان ہتھیارون کو دیکھکر تعجب ہوتا تھا کہ لوہے کے اس عظیم الشان بوجھ سے لدکر کیونکر اس زمانہ مین سپاہی لڑتے تھے، مجھے بتایا گیا کہ بچہ سقا کے عہد مین اس کمرہ کی دو قیمتی اور تاریخی چیزین ضائع ہو گئین، اور یقین کیا جاتا ہے کہ وہ کہین یورپ مین پہنچ گئی ہین، ایک بابر کا شاید خنجر تھا، اور دوسری سلطان بایزید یلدرم کی زرہ تھی،

مجموں کے سلسلہ مین سب سے عجیب چیز بلکہ شاید اسی عجائب خانہ کے ساتھ مخصوص چیز کافرستان (جسکو اب امیر عبد الرحمان خان کی فتح کے بعد نورستان کہتے ہین) کے قدیم مذہب کے بت تھے، خاص قسم کی موٹی لکڑیون کی قطع سے مختلف شکلین بنائی گئی تھین، ان مین سب سے زیادہ مہیب لڑائی کے دیوتے کا مجسمہ تھا، لکڑی کے قوی ہیکل گھوڑے پر لکڑی کا یہ تنومند اور قدآور دیوتا سوار تھا، اسی طرح دوسرے کامون کے الگ الگ دیوتاؤن کی مناسب شکلین تھین، یہ شکلین لکڑی کو کھود کر یا چھیلکر نہین بنی ہین، بلکہ لکڑی کے بڑے بڑے ٹکڑون کو کاٹکر اور ایک دوسرے سے جوڑ کر بنائی گئی ہین،

بڑے ہال مین پتھر کا ایک بڑا پیالہ رکھا تھا، جس کے چارون طرف کسی خانقاہ اور مدرسہ کے اوقاف کی سند کو خوبصورت حروف مین کھود کر گویا وقف کے ثبوت کو دوام بخشا گیا تھا، مگر یہ نہین سمجھا گیا کہ یہان خدا کے سوا دوام کس کو ہے، چنانچہ نہ اس جائداد کا پتہ ہے، نہ اس خانقاہ کا اور نہ اس مدرسہ کا، یہانتک کہ اسکی سنگی سند کی عبارت پڑھ لینا بھی آج آسان نہین،

ایک دوسرے کمرہ مین وہ پرانے سکے تھے جو افغانستان مین برآمد ہوئے ہین، ان مین یونانی اور بودھ عہد کے کچھ سکے تھے، کچھ قدیم اسلامی عہد کے تھے، جنمین سب سے پرانا سکہ عبد الملک کا تھا، اس کے بعد کے اموی اور عباسی سکے تھے، غزنین اور غور کے سلاطین کے سکے بھی موجود تھے، پھر خود افغانستان کے سکون کے نمونے تھے،

ایک کمرہ مین قلمی کتابین شوکیس مین رکھی تھین، یہ وہ کتابین تھین جو اپنے حسن خط یا تصاویر کے لحاظ سے نمائش کے قابل تھین، ان کتابون مین حسب ذیل نسخے ذکر کے قابل ہین،

۱- صُوَر الکواکب عبد الرحمان صوفی، خط قدیم، تصاویر عمدہ،

۲- دعوۃ الکواکب و الطلسمات امام رازی، اس کتاب کو دیکھکر یقین آگیا کہ علامہ ابن تیمیہ نے ان پر اس کتاب کے متعلق جو اعتراضات کئے ہین صحیح ہین، اسکی پہلی فصل علم کی نضیلت مین ہے،

۳- تاریخ سلطان ابو سعید بہادر خان، نسخہ ۹۸۱ھ کا لکھا تھا،

۴- مثنوی مولنائے روم کا ایک نسخہ جسکے شروع مین بیرم خانخانان کے ہاتھ سے عبارت لکھی ہوئی ہے،

۵- ذخیرۃ الملوک شیخ علی ہمدانی، المتوفی ۷۸۶ھ در اخلاق،

۶- معافا ابن اسمٰعیل المتوفی ۶۳۰ھ کی انس المنقطعین، یہ وعظ و اخلاق مین ہے، اس مین تین سو حدیثین اور تین سو حکایات و ابیات ہین، نسخہ ۷۳۰ھ کا ہے،

۷- سلسلۃ الذہب اور سبحۃ الابرار بخط مصنف، (مولانا جامیؒ)

۸- بہارستان جامی، بخط خوب علی رضا الکاتب، نسخہ ۹۵۶ھ کا ہے، مصنف کا سال وفات ۸۹۸ھ ہے،

۹- جامی کی ہفت اورنگ اور نظامی اور خسرو کے خمسون کا مجموعہ، جسکو ۹۹۹ھ مین ہرات کے مشہور خطاطون نے نہایت خوبی اور لطافت کیساتھ لکھا ہے، جابجا تصاویر ہین، اور اوراق مطلا ہین،

۱۰- بیدل کے کلیات کا نہایت عمدہ نسخہ، جو فرغانہ سے حاصل ہوا ہے،

۱۱- دیوان حافظ کا ایک عجیب و غریب نسخہ، یہ نسخہ ۹۰۵ھ مین سلطان حسین مرزا کے عہد مین تیار ہوا ہے، مطلا اور مصور ہے،

۱۲- مواہب لدنیہ کا ایک عمدہ نسخہ جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے آخر مین خاص اورنگ زیب عالمگیر کے قلم کی عربی عبارت ہے،

دو الماریون مین کچھ غیر مرتب کتابین بھی پڑی ہوئی تھین، مگر ان مین کوئی قابل ذکر کتاب نہ تھی،

ایک اور کمرہ تبرکات خانہ کے نام سے تھا، اسمین قرآن پاک کے مختلف قلمی نسخے تھے، ایک بہت بڑا نسخہ تھا، جسکا خط نہایت جلی، اور کاغذ ریشمی معلوم ہوتا تھا، سنا کہ یہ روس سے ملا ہے، ہرن کی کھال کے کاغذ پر قرآن پاک کے تین نسخے بخط کوفی تھے، جنمین سے ایک حضرت عثمانؓ کیطرف، اور دوسرا حضرت امام حسنؓ کیطرف منسوب تھا، ان مین سے ایک کبھی ہندوستان مین بھی رہ چکا تھا، اس پر لکھا تھا "در عہد فرخ سیر داخل کتبخانہ، نواب قطب الملک شد"،

صدر اعظم کی آمد

ابھی عجائب خانہ کی کچھ اور چیزین دیکھنی باقی تھین کہ خبر آئی کہ سردار محمد ہاشم خان صدر اعظم مہمانون کی بازدید کیلئے تشریف لا رہے ہین، اسلئے جلد واپس آگیا، واپسی کی تھوڑی دیر کے بعد سردار موصوف تشریف لائے، ہملوگون نے دروانہ تک

ان کا استقبال کیا، اور پھر اوپر دوسری منزل پر اپنی قیامگاہ مین لائے، دیر تک گفتگو جاری رہی، سید راس مسعود صاحب نے ملک کے معدنیات اور سڑکون کی تعمیر پر زور دیا، اور فرمایا کہ معدنیات سے میرا مقصود جواہرات کی کانین نہین جنکی قدر و قیمت اب باقی نہین رہی ہے، بلکہ اس سے مقصود مختلف دھاتین اور خصوصاً پٹرولیم ہے، جس کی کثیر مقدار ان پہاڑون اور وادیون کے اندر معلوم ہوتی ہے، صدر اعظم نے اس تجویز کی تائید کی، لیکن فرمایا کہ دقت یہ ہے کہ یورپ کے ماہرین کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ وہ سخت شرطون اور گرانقدر معاوضون کے باوجود اپنا کام دیانتداری سے نہین کرتے، ان مین سے اکثرون سے حکومت کو دھوکا اٹھانا پڑا ہے، اور مثال کے طور پر چند واقعات بیان کئے، سید راس مسعود صاحب نے کہا کہ مین ایسے چند دیانتدار ماہرین کا انتخاب اپنی یونیورسٹی کے ذریعہ سے کرا سکتا ہون، جن پر واقعی طور سے ہم بھروسہ کر سکتے ہین،

سڑکون کی تعمیر کے سلسلہ مین صدر اعظم نے کہا کہ ہماری حکومت اس کام سے غافل نہین ہے، افغانستان کے قلب مین کابل سے مزار شریف تک کا راستہ ابھی بنکر تیار ہوا ہے جس کے افتتاح اور معاینہ کے لیے مین کل مزار شریف جا رہا ہون، اس سڑک کے بن جانے سے مہینون کا راستہ اب دنون مین طے ہو گا، دوسرا راستہ کابل سے پشاور تک زیر تعمیر ہے، یہ نیا راستہ اس پرانے راستہ سے جدھر سے آپ لوگ آئے ہین، بہتر اور مختصر ہو گا، ذکر کیا کہ ایک جاپانی ایجنٹ ابھی آیا تھا، اس کو یہان آتے ہوئے لوگون نے بہت کچھ ڈرا دیا تھا، مگر اس نے تنہا موٹر پر تمام ملک کا دورہ کیا اور واپسی پر اس نے ملک کے امن و امان کی بہت تعریف کی، اور شکریہ ادا کیا،

ڈاکٹر اقبال صاحب نے بھی سڑکون کی تعمیر کے کام پر بہت زور دیا، اور فرمایا کہ آیندہ تجارتی آمد و رفت کے سلسلہ مین سنٹرل ایشیا اور افغانستان کی مرکزیت یقینی ہے، اس کے بعد ریلوے کا ذکر آیا، اور بتایا گیا کہ اس ملک مین ریلوے کا جاری کرنا اس وقت تک مناسب نہ ہو گا، جب تک یہ پورے طور پر طاقتور نہ ہو جائے،

گفتگو مین ۲ بج گئے، ہم لوگ ساتھ کھانے کو اٹھے، کھانے کا کمرہ نیچے تھا، اتر کر نیچے گئے، صدر اعظم صاحب نے بھی ہم لوگون کیساتھ کھانا کھایا، کھانے پر حکومت کے مالیات پر گفتگو ہوتی رہی، اسی سلسلہ مین ریاست عالیہ حیدر آباد کے مالیات کا ذکر آیا، اور بتایا گیا کہ اس موجودہ اقتصادی تباہی مین بھی اس کے مالیات کو صدمہ نہین پہنچا،

کھانے کے بعد سردار ہاشم خان تشریف لے گئے، سردار موصوف ہی اسوقت افغانستان مین سب سے بڑی عملی طاقت ہین، ملنے مین نہایت با اخلاق ہین، لیکن ماتحتون سے کام لینے مین اور اپنے فیصلون مین پوری طرح مضبوط ہین، اسلئے رعایا اور سرکاری ملازمون پر ان کا رعب بیٹھا ہوا ہے، اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ انگلستان یا فرانس کے صدر اعظمون کی طرح سلطنت کی اصل انتظامی طاقت کی کنجیان، انھین کی سخت مٹھیون مین ہین،

بعض خاص حالات و کاغذات

سردار فیض محمد خان وزیر خارجیہ اور اللہ نواز خان وزیر نافعہ اکثر تشریف لاتے تھے، اور افغانستان کے ہر قسم کے انتظامی و تعلیمی مباحث پر ان سے گفتگو ہوتی رہتی تھی، بچہ سقا کے ہنگامون کے فرو کرنے، اور نادر خان مرحوم کی کامیابی کی پچھلی تاریخ کے مخفی اوراق اللہ نواز خان کے سینہ مین بند ہین، اور یہ وہ واقعات ہین جو اس ہنگامہ کی تاریخون مین درج نہین ہوئے، ہم مین سب سے زیادہ سید راس مسعود صاحب کو ان واقعات سے دلچسپی تھی، ان دونون صاحبون سے پوچھ پوچھ کر پروفیسر ہادی صاحب کے ذریعہ سے انکو وقتاً فوقتاً قلم بند کراتے رہتے تھے، اور عجب نہین کہ کسیوقت وہ انکو شائع کرین،

اس وقت ان دونون صاحبون نے امان اللہ خان اور جنرل غلام نبی خان مرحوم کے تعلقات کے متعلق بعض اہم کاغذات کے فوٹو ہمکو دکھائے، جنمین سے مین نے صرف ایک خط دیکھا، یہ شاہ امان اللہ خان کے دست خاص کا لکھا ہوا اور غلام نبی خان کے نام تھا، اس خط کو "عزیزم غلام نبی خان" کر کے شروع کیا گیا تھا، جس کا مضمون یہ تھا کہ "مین اعلانات کی کچھ مقدار بھیجتا ہون، تم اُن کو پھیلاؤ، اور اعلانات کی جسقدر مزید مقدار کی ضرورت ہو گی بھیجدونگا، مین نے سفیر روس سے ملاقات کی خواہش کی ہے، اس ملاقات کے نتیجے سے بعد کو مطلع کرونگا۔"

ان کے علاوہ بعض تصاویر اور فوٹو تھے جنکو مین نے نہین دیکھا، اس وقت ۲ بجے اعلیحضرت شاہ نادر خان مرحوم سے میری ملاقات کا وقت مقرر تھا، اس لیے مین اٹھ آیا، اور مزید واقعات و کاغذات کا مجھے علم نہین ہوا، میرے دوسرے رفقا پہلے ہی سے مل چکے تھے، اس لئے مین تنہا تھا،

شاہ نادر خان شہید سے ملاقات

سرور خان گویا مجھے اپنے ساتھ قصر دلکشا لے چلے، یہ قصر ایک زمانے سے شاہان افغانستان کا محل اقامت ہے، یہ مقام شہر کابل کا بہترین حصہ ہے، بلند عمارتین، موجودہ طرز کی عالیشان دکانین، سڑک وسیع اور صاف

اسی کے قرب وجوار مین وزارت خانے اور اکثر اعلیٰ سرکاری دفاتر ہین، تھوڑی دیر کے بعد قصر دلکشا آگیا، اول وسیع باغ ہے، اس کے بعض گوشون مین مختلف شاہی ضرورتون کی عمارتین ہین، ان کو طے کرنے کے بعد قصر دلکشا کی اصلی عمارت آئی اس کے صدر دروازہ پر سنتریون کے پہرے لگے ہوئے تھے، موٹر سے اترتے ہی ایک سائبان مین آدمی داخل ہوجاتا ہے، یہ سائبان نہایت وسیع اور اس کی چھت نہایت بلند ہے، دروازہ کے اوپر بلندی پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کتبہ خوشخط بہت جلی سیاہ حرفون مین لکھا ہوا ہے، جسپر اندر داخل ہونے والے کی نظر تو نہین پڑتی، کیونکہ اسوقت ادھر اس کی پشت ہوتی ہے، لیکن ادھر سے واپس لوٹتے وقت فوراً اس پر نظر پہنچ جاتی ہے، اس مقام پر اس کلمہ کو پڑھکر روح کو بالیدگی ہوتی ہے، میری نظر بھی واپسی ہی کے وقت اُس پر پڑی،

سائبان سے گذر کر ایک وسیع زینہ ملا، زینہ ختم ہونے پر سہ طرفہ سائبان، اور ان سائبانون کے بعد مختلف کمرے دکھائی دیئے، جو اکثر بند تھے، پوری عمارت وسیع، بلند، شاندار اور روشن ہے، تکلفات اور زیب و زینت کی ظاہری نمائش سے بری ہے، باایں ہمہ سادگی مجھے اس مین بڑی جلالت نظر آئی، اور احمد شاہ درانی سے لیکر امیر عبد الرحمان خان تک کی تاریخ سامنے آگئی، حالانکہ یہ محل قدیم نہین ہے، اور بہت بعد کی تعمیر ہے، تاہم آج ان کے تخت کا جلوہ یہین نظر آتا ہے،

بہرحال زینہ کے خاتمہ پر سر تشریفاتی موجود تھے، انھون نے خیر مقدم کیا، اور اس کے بعد سائبان کے اوپر ہوکر ایک کمرہ مین لے گئے، وہان ایک گول میز کے گرد چند کرسیان بچھی تھین، جنمین سے ایک پر مین بیٹھ گیا، اسی کمرہ سے متصل ایک دوسرا کمرہ نظر آرہا تھا، جسکا دروازہ بند تھا، چند منٹ کے بعد وہ دروازہ کھلا، اور مجھے اس کے اندر جانے کو کہا گیا، مین نے اس دروازہ مین قدم رکھا، تو دیکھا کہ اس کمرہ کی کھڑکیان کسی کشادہ منظر کی طرف کھلتی ہین، اور شاہ مغفور ادھر متوجہ ہین، مگر میرے داخلہ کے ساتھ ہی وہ میری طرف پھر گئے، وہی چھریرا جسم، بدن پر سوٹ، سر پر افغانی ٹوپی، اور لبون پر ہلکا تبسم، دیکھنے کے ساتھ السلام علیکم فرمایا، اور خوش اخلاقی سے جھک کر مصافحہ کیا، یہان مستطیل میز کے طول مین خود کرسی پر بیٹھ گئے، اور مجھے عرض کی ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا،

سب سے اول سفر مین میری تاخیر کے اسباب دریافت فرمائے، مین نے عرض کی کہ اولاً میری زندگی کی تاریخ اسقدر

صاف نہین کہ مجھے حدود ہند سے جلد نکلنے مین آسانی ہو، دوم میری ایک چھوٹے سے مقام (اعظم گڈھ) مین اقامت اور صوبہ کے مرکزی شہرون سے دوری بھی پاسپورٹ کی تاخیر کا باعث ہے، باتین کرنے مین یہ بالکل محسوس نہین ہوا کہ اس وقت مین ایسے سے باتین کر رہا ہون، جو ایک کرور نفوس پر حکمران ہے، بلکہ پوری طرح مساوات اور حسن خلق کا تصور سامنے تھا، کمرہ مین میرے اور شاہ مغفور کے سوا کوئی دوسرا متنفس نہ تھا، اس لیے طرفین کو اظہار مطالب مین کوئی باک نہ تھا، ملاقات کوئی آدھ گھنٹہ تک رہی، اور اس عرصہ مین صرف تین موضوعون پر گفتگو رہی،

سب سے پہلے ایک سلسلہ تقریر مین مین نے کہا کہ مین جسوقت پشاور سے روانہ ہو رہا تھا، تو یہ سنکر کہ مین شاہ معظم کی دعوت پر کابل جا رہا ہون، میرے اردگرد کچھ لوگ کھڑے ہو گئے، جنمین ایک آفریدی پٹھان بھی تھا، اس نے پشتو مین مجھے کچھ کہا جس کو مین سمجھ نہین سکا، میرے دوستون نے اسکا ترجمہ کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ ایک مختصر مخلصانہ پیغام ہے جسکو وہ میرے ذریعہ آپ تک پہنچانا چاہتا تھا، اور اس کا تعلق سرحدات کے افغانی طرز سیاست سے تھا، خیر اس بارہ مین میرا جو اسلامی فرض تھا خدا کا شکر ہے کہ مین نے اسکو بطریق احسن انجام دیا، اور اعلیٰحضرت نے اس کو پوری توجہ سے سنا، اور اس کے متعلق اپنے خیالات بہت مختصر لیکن نہایت مشرح طریق سے ظاہر فرمائے، مین نے اپنی گفتگو مین سرحد کے آزاد علاقون کو افغانستان کی چہار دیواری قرار دیا تھا، فرمایا کہ جسکو اس چہار دیواری کے اندر ہی رہنا ہے، وہ کیونکر یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس چہار دیواری کی ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سے کھسکے،

. . . .

گفتگو کا دوسرا اہم اور طویل موضوع مسئلہ تعلیم تھا، مین نے اس کے متعلق اپنے مفصل خیالات عرض کئے اور بتایا کہ افغانستان کے لیے کس قسم کی تعلیم موزون ہے، اور خصوصیت کیساتھ مین نے یہان کی عربی و مذہبی تعلیم کے اصول و اسلوب و طریق پر بحث کی، اور دکھایا کہ موجودہ عربی تعلیم مین کیا نقائص ہین، اور اُن کی اصلاح کی کیا صورت ہے، نیز کہ جب تک اس قسم کی عربی و مذہبی تعلیم کا نصاب جاری نہ ہوگا، علماء مین موجودہ فضا کے اندر سیاسی و اجتماعی اصلاحات کیطرف میلان، اور نوجوان افغانون مین مذہبی شیفتگی و پابندی کا احساس پیدا نہین ہو سکتا، اعلیٰحضرت مرحوم دیر تک میرے

خیالات کو توجہ سے سنتے رہے، اور ان کی تحسین فرمائی، اور ان کی ضرورت ظاہر کی، اور دریافت فرمایا کہ کیا اس طرز پر ہندوستان مین کوئی مذہبی درسگاہ قائم ہوئی ہے، مین نے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا نام لیا، اور اس کے کچھ حالات بیان کئے، اور اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اس بیان سے خوش اور مسرور ہو رہے ہین،

اس تعلق سے انھون نے ہندوستان کے مسلمانون کے عام حالات اور خصوصًا سیاسی حالات دریافت کئے، مین نے اس وقت مسلمانون مین جو سیاسی افتراقات اور اختلافات ہین، ان کو افسوس کیساتھ بیان کیا، پھر انھون نے ہندو مسلم تعلقات کی نسبت دریافت کیا، اسکی جو صورت حال مجھے معلوم تھی وہ عرض کی، اعلیحضرت مرحوم خود بھی ہندوستان کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے، یہان کے اخبارات اور خاص خاص رسالے شاہی دار التحریر مین آتے ہین، اور انکی نظر سے گذرتے ہین، چنانچہ مین نے کسی بات مین معارف کا حوالہ دیا تو فرمایا کہ مین اسکو ہمیشہ پڑھتا ہون،

آخر مین ارشاد فرمایا کہ آپ ہندوستان مین جا کر میرے بھائیون کو یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ آج ہم کو اور ان کو اتفاق اور اتحاد کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، اور ایک دوسرے پر نکتہ چینی کے بجائے ایک دوسرے کی حالت کو درست کرنے مین معاونت کیجائے تو بہتر ہے،

پھر فرمایا کہ میری کوشش ہے کہ افغانستان مین دین و دنیا کو جمع کرون، اور ایک ایسے اسلامی ملک کا نمونہ پیش کرون جسمین قدیم اسلام اور جدید تمدن کے محاسن یکجا ہون، پھر فرمایا کہ مین دین و ملت کا خادم ہون اور افغانستان کو صرف افغانون کا ملک نہین بلکہ مسلمانون کا ملک سمجھتا ہون، اور چاہتا ہون کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسکو اپنا ملک سمجھین پھر فرمایا کہ میرے بھائیون سے کہدیجیگا کہ دنیا مین ایک نئے انقلاب کا مواد تیار ہو رہا ہے، ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی تمدنی، اقتصادی اور تعلیمی استعداد اس کے لئے پہلے سے تیار کر لین،

اعلیحضرت مرحوم نے چونکہ ڈیرہ دون مین تربیت پائی تھی، اس لیے اردو بہت اچھی بولتے تھے، ہم دونون نے گفتگو کا آغاز گو فارسی مین کیا، لیکن پھر بہت جلد اردو مین شروع ہو گئی، جو آخر تک قائم رہی،

چلتے وقت پھر کھڑے ہو کر مصافحہ کیا، اور کلمات رخصت ادا کئے، جنکا مین نے مناسب جواب دیا، مرحوم نہایت

شیرین اخلاق منکسر مزاج، پر محبت اور رقیق القلب تھے، اُن کی آنکھین مولانا محمد علی مرحوم کی طرح اشکباری کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی تھین،

شاہ محمود خان وزیر جنگ کے یہان دعوت چائے،

آج ۵ بجے شام کو سردار شاہ محمود خان وزیر جنگ کے ہان چائے کی دعوت تھی، قصر دلکشا سے سیدھے سردار موصوف کے یہان روانگی ہوئی، سرور خان گویا ساتھ تھے، سردار موصوف کا دولتخانہ اس سے قریب تھا، قصر دلکشا سے نکل کر وزارت خانہ والی سڑک کو عبور کر کے سردار موصوف کا دولتخانہ آگیا، افغانستان کے مکانون کی یہ عجیب طرز تعمیر ہے کہ باہر سے صرف ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آتا ہے، اندر قدم رکھنے کے بعد اسکی پوری عظمت معلوم ہوتی ہے، موٹر سے اتر کر اندر قدم رکھا، پہلے کھیل کا ایک میدان ملا جسکو "لان" کہہ سکتے ہین، پھر ایک دروازے سے ایک زینہ تک پہنچے، زینہ کو طے کرنے کے بعد پہلے ایک چھوٹا کمرہ (کلوک روم) ملا جسمین باہر سے آنے والے اپنے اور کوٹ اور لبادے اتار دین، پھر اندر ایک بڑا ہال تھا جسمین مختلف میزون کے گرد بیٹھنے کے لیے کرسیان بچھی تھین پورا ہال آراستہ تھا، اور معلوم ہوتا تھا کہ ہم اسوقت یورپ کے کسی گوشہ مین بیٹھے ہین، ایک طرف ایک میز پر ایک تازہ ایجاد جرمن کھیل کا تختہ نرد رکھا تھا، دوسرے گوشہ مین لاسلکی آوازون کا صندوق تھا، تیسری طرف دوسرے کمرہ مین جانمازین بھی رکھی تھین، اوپر پہنچنے کے ساتھ وزیر ممدوح نے اپنی فوجی خاکی وردی مین پیشوائی کی، مین نے اب تک عصر کی نماز نہین پڑھی تھی، وزیر صاحب اپنی مہربانی سے مجھے خود اپنے ساتھ لیکر اپنے غسلخانہ تک گئے، وہان ہر چیز مہیا تھی، پانی کے پائپ اور ہاتھ منہ دھونے کے ظروف، مختلف اغراض کے تولیے، اور دیگر ضروری سامان، وہان سے نکل کر ان کے ڈریسنگ روم مین داخل ہوا، اور وہان سے پھر دوسرے پرائیوٹ کمرہ مین آکر نماز ادا کی، غرض یہ ہے کہ اس سلسلہ مین وزیر ممدوح کے نج کے کمرون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا، وہ بھی نہایت سلیقہ سے آراستہ تھے، تصاویر اور وہ بھی برہنہ تصاویر کی جو لعنت یورپ کے بدولت ہمارے امراء کے دولتسراؤن مین داخل ہو گئی ہے، وہ اس سے سراپا پاک تھے،

اب تمام مہمان آچکے تھے، وزیر موصوف سب کو لیکر دوسرے کمرہ مین گئے، وہان ایک لمبی میز پھولون اور

پھلون سے لدی کھڑی تھی، مختلف رنگون اور قسمون کے انگورون کی بہار تھی، یورپین ذوق کی مٹھائیان اور کیک او
بسکٹ وغیرہ تھے، جن کی نسبت میرا خیال ہے کہ وہ کابل ہی کے بنے ہوئے تھے، پھر شائستہ لباس مین، شائستہ
خادم چائے کی کشتیان لیکر آئے، اور چائے پی گئی، مہمانون مین سردار ہاشم خان صدر اعظم اور دوسرے وزراء او
اعیان بھی موجود تھے،

چائے سے فراغت کے بعد گفتگوؤن کا سلسلہ شروع ہوا، میری میز پر سردار ہاشم خان، میر عطا محمد رئیس اعیان
اور مولٰنا فضل احمد صاحب نائب عدلیہ (اور اب وہ وزیر عدلیہ ہوگئے ہین،) تھے، اس مناسب اجتماع کے موقع پر مین
نے کابل مین مذہبی عربی تعلیم کے اصلاحات کی اسکیم کو پوری تفصیل کے ساتھ اُن کے سامنے رکھا، اور بالآخر مین نے عرض
کیا کہ افغانستان ایک ایسی درسگاہ کے بغیر اصلاحات کے مسئلہ مین تاقیامت کامیاب نہین ہوسکتا، صدر اعظم نے بعید تو
سے ان خیالات کو سنا، اور بالآخر فرمایا کہ کیا آپ ہم کو اس مین مدد دیسکتے ہین، مین نے عرض کی اپنی پوری طاقت اللہ
کو اس راہ مین صرف کرسکتا ہون، بقیہ دو حضرات نے بھی پوری تائید کی، اب مغرب کا وقت قریب تھا، کچھ لوگ ر
ہوگئے، کچھ لوگ دوسرے کمرہ مین نماز مغرب کے لیے چلے گئے، اور یہ بھی کمدون کہ کچھ لوگ اپنی جگہ پر بیٹھے بھی رہ گئے
نماز کے بعد شاہ محمود خان نے لاسلکی کا صندوق کھولا، تو ماسکو کے کسی روسی گانے کی آواز آئی، پھر ایران
کا کوئی نغمہ سنائی دیا، آواز صاف نہ تھی، اس لئے اس تماشے کو بند کردیا گیا، چلتے وقت سردار احمد شاہ نے جو وزیر
دربار تھے، اور رشتہ مین شاہ مرحوم کے چچازاد بھائی اور سمدھی (یعنی شاہ حال شاہ ظاہر خان کے خسر) تھے، کل شام
کو پغمان آنے کی دعوت دی جس کو ہم سبنے قبول کیا،

(باقی)

رہبانیت اور اسلام،

(۲)

اس اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خوش پوشاکی اور صفائی و پاکیزگی کی جو ہدایت فرمائی ہے اسکی دو وجہین ہین،

۱- ایک تو یہ کہ جو لوگ صاحب مقدرت ہون، اون کو بخل جیسے مذموم خلق سے کنارہ کش ہوکر ایسی
وضع و لباس اختیار کرنی چاہئے کہ جس سے اون کی دولتمندی اور فیاضی کا اظہار ہو، یہی وجہ ہے کہ رسول
اللہ صلعم نے ایک دولتمند شخص سے فرمایا کہ جب خدا نے تم کو مال دیا ہو تو اسکے لطف و کرم کا اثر تمھارے جسم سے ظاہر ہونا چاہئے"

۲- دوسری یہ کہ بدویانہ اور وحشیانہ زندگی سے نکل کر ہر شخص کو تمدنی زندگی اختیار کرنی چاہئے، اور تمدنی
زندگی کا اثر اوس کی جسمانی حالت سے بھی نمایان ہونا چاہئے، اسی بنا پر جب آپنے ایک شخص کے بال بکھر
ہوئے دیکھے، تو فرمایا کہ کیا اس کو بال سنوارنے کا سامان نہین ملتا، اور ایک شخص کے کپڑے میلے دیکھے تو فرمایا
کیا اوس کو کپڑا دھونے کیلیے پانی میسر نہین آتا"، لیکن اسی کے ساتھ چند وجوہ سے انتہائی تکلف، انتہائی نمائش
اور انتہائی زیب و زینت کی ممانعت بھی فرمائی،

۱- ایک تو یہ کہ دولتمند لوگون کے جسمانی تکلفات کو دیکھکر محتاجون کی دلشکنی اور توہین نہ ہوسکے اور اونکے دلون مین
رشک و حسد کا جذبہ نہ پیدا ہونے پائے، آج دنیا مین سرمایہ داری کے خلاف جو شورش پھیلتی جاتی ہے اوسکا اصلی سبب یہی ہے
کہ دنیا دو حصون مین منقسم ہوگئی ہے، ایک تو امیرون کی آبادی ہے جو انتہائی عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کررہی ہے، دوسرے
غریب لوگ ہین جو نان شبینہ کو بھی محتاج ہین، اور یہ لوگ جب امیرون کے مسرفانہ تکلفات کو دیکھتے ہین تو انکے مقابل مین اپنی
توہین محسوس کرتے ہین اور اونکے دلون مین رشک و حسد کا جذبہ پیدا ہوکر شورش و بغاوت کی صورت اختیار کرلیتا ہے، او
وہ لوگ دنیا مین توازن اور مساوات قائم کرنے کیلیے مساویانہ حیثیت سے تقسیم دولت کا مطالبہ پیش کرتے ہین جسکا اصطلاحی
نام انگریزی زبان مین سوشیلزم، کمیونزم اور عربی زبان مین اشتراکیت ہے، لیکن آج یورپ اور امریکہ مین جس طرح امرا

غربا کے درمیان یہ فرقِ مراتب پیدا ہو گیا ہے، اوسی طرح رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک مین روم وا[یران] مین بھی امرا و غربا کے درمیان یہ دیوار حائل ہو گئی تھی، اس لئے ایسی حالت مین ایک ایسے معتدل نظ[ام] اخلاق کی ضرورت تھی، جو ایک طرف تو امرا و سلاطین کی بیجا اور مسرفانہ نمایشون کو کم کرے، دوسری طرف فقر و فاقہ کو غربا کیلئے موجبِ ننگ و عار قرار دے، خود صحابۂ کرام کے درمیان بھی یہ فرقِ مراتب قا[ئم] تھا، بالخصوص اصحابِ صفہ کا گروہ ایک ایسا گروہ تھا جس کی حیثیت کا قائم رکھنا جس قدر ضروری تھا، اوسی قد[ر] مشکل بھی تھا، یہ وہ لوگ تھے جنکی ذات سے اسلام کی بڑی بڑی خدمتین انجام پاتی تھین، تعلیم و تعلم کا صیغہ انھی کی ذات سے قائم تھا، اور یہی لوگ تھے جو ہمیشہ قرآن مجید کے درس و تلاوت مین مصروف رہتے تھے اور مدینہ سے باہر جب کبھی اشاعتِ اسلام کی ضرورت ہوتی تھی، یا باہر کے صحابہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آکر درسِ قرآن یا فرائض اسلام کی تعلیم یا اشاعتِ اسلام کیلئے معلم و مبلغ کی درخواست کرتے تھے، تو ان مو[ا]قع کی خدمات کیلئے انھی لوگون مین سے اشخاص منتخب کئے جاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اصحابِ صفہ کے علاوہ ان بزرگون کا ایک لقب قرا بھی تھا، یعنی پڑھنے پڑھانے والے لوگ، صحابۂ کرام کی یہ جماعت جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے، اگرچہ فقر و فاقہ کی انتہائی حد تک پہنچ گئی تھی، تاہم ان کی خودداری کا یہ عالم تھا کہ کسی کے سامنے ہاتھ نہین پھیلاتے تھے، چنانچہ خود قرآن مجید مین اون کی شان استغنا کو سراہا گیا ہے:

للفقراء الذين احصروا في	(یعنی خیرات تو) اون حاجت مندون کا حق ہے
سبيل الله لا يستطيعون	جو اللہ کی راہ مین گھر سے بیٹھے ہین، ملک مین
ضربا في الارض يحسبهم الجاهل	کسی طرف کو (جانا چاہین تو) جا نہین سکتے، (جو
اغنياء من التعفف تعرفهم	شخص اون کے حال سے) بے خبر (ہے وہ) انکی
بسيمهم لا يسئلون الناس	خودداری (کی وجہ) سے ان کو دولت مند
الحافا.	سمجھتا ہے (لیکن اے مخاطب) تو اونکو دیکھے تو

لیکن اس استغنا، اس خودداری اور اس زہد و تقدس کے باوجود بھی جہان تک ظاہری حالات کا تعلق ہے، یہ لوگ مسلمانون کی سوسائٹی مین کم حیثیت سمجھے جا سکتے تھے، اس لئے یہ ضرور تھا کہ ان کے دل کی تسلی اور ان کے درجہ کے بلند کرنے کیلئے فقر و فاقہ کو دولت مندی پر ترجیح دی جائے، یا کم از کم محض فقر و فاقہ کو ذلت و حقارت کا سبب نہ قرار دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بعض موقعون پر ان بزرگون کو دولت مندون پر ترجیح دی، چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلعم کے پاس سے ایک شخص گذرے، ایک بزرگ آپکے پاس بیٹھے ہوے تھے، آپ نے اون سے پوچھا کہ ان کی نسبت تمھاری کیا رائے ہے؟ بولے، یہ بہت بڑے شریف آدمی ہین، اگر وہ کسی کے یہان نکاح کا پیغام دین تو خدا کی قسم نکاح کرنے کے قابل ہین، اگر کسی کی سفارش کرین تو اس کے مستحق ہین کہ اون کی سفارش قبول کی جائے، اس کے بعد اصحابِ صفہ مین سے ایک بزرگ گذرے، اور آپنے اُن کی نسبت بھی ان کی رائے طلب کی تو بولے یہ تو فقرائے مسلمین مین سے ہین، اگر نکاح کا پیغام دین تو نکاح کرنے کے قابل نہین، اگر کسی کی سفارش کرین تو وہ سفارش نہ قبول کی جائے اور اگر بات کرین تو کوئی ان کی بات نہ سُنے، آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ سطح زمین پر جو کچھ ہے، یہ اون سب سے بہتر ہین،

اصحابِ صفہ کے علاوہ صحابۂ کرام مین ایک گروہ مہاجرین کا بھی تھا، جو محض اپنے دین کی حفاظت، رسول اللہ صلعم کے فیض صحبت اور دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے اپنے گھر بار اور اپنے مال و دولت پر لات مار کر مدینہ مین آبسا تھا، اور اس کو گذر اوقات بھی ایک مدت تک زیادہ تر انصار یعنی اُن صحابہ کی اعانت و امداد پر تھا، جو خاص مدینہ کے رہنے والے تھے، اور کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے، اس لئے یہ لوگ فقرائے مہاجرین کے نام سے موسوم تھے، یہ لوگ اگرچہ گھر بار کی طرح مال و جائداد کی محبت بھی اپنے وطن ہی مین چھوڑ آئے تھے، تاہم بعض وجوہ سے ان کے دلون مین بھی دولتمندون پر رشک و حسد کا جذبہ پیدا ہوتا تھا، آج سوشیالسٹ گروہ دولتمندون پر اس لئے رشک کرتا ہے، کہ ان کے پاس عمدہ فرنیچر ہے، عمدہ موٹر ہے،

عمدہ باغ ہے، عمدہ عمارت ہو، اور عمدہ سوٹ ہو، کیونکہ اس وقت زمانہ کا یہی میلان ہے، اس لئے زمانہ
کے میلان کے مطابق ان لوگون کے دل مین اس قسم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، لیکن عہدِ نبوت مین صحابہ
کا میلان یہ تھا، کہ محتاجون کی امداد کی جائے، کارِ خیر مین روپیہ خرچ کیا جائے، غریبون پر احسان
کیا جائے، اوران سب کے بدلے ثوابِ آخرت حاصل کیا جائے، لیکن چونکہ اس قسم کی مقدرت صرف دولتمند
صحابہ کو حاصل تھی، اس لئے یہ لوگ اس حیثیت سے دولتمند صحابہ پر رشک و حسد کرتے تھے، چنانچہ حدیث
مین ہے کہ جب رسول اللہ صلعم ہجرت کر کے مدینہ مین تشریف لائے، تو مہاجرین نے آپ کی خدمت
مین آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم جس قوم کے یہان بطور مہمان کے اوترے ہین، ہم نے اوس سے زیادہ
فیاض اوراس سے زیادہ ہمدرد کسی قوم کو نہین دیکھا، یہ لوگ ہم سے کسی قسم کی محنت تو لیتے نہین،
البتہ کھیتی باڑی کی پیداوار مین ہم کو اپنا شریک بنا لیتے ہین، کہین ایسا نہ ہو کہ تمام ثواب یہی حاصل کرلین،
ارشاد ہوا کہ جب تک تم لوگ اون کو دعا دیتے رہوگے اوران کی تعریف کرتے رہوگے، ایسا نہ ہوگا،
یعنی کل ثواب صرف انہی کو حاصل نہ ہوگا، بلکہ اُس مین سے تم کو بھی حصہ ملے گا، ایک اور حدیث مین ہے کہ
فقرائے مہاجرین نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین عرض کیا کہ یارسول اللہ آخرت کے تمام درجے اور
تمام نعمتون کو دولتمند لوگ لے اوڑے، کیونکہ جس طرح ہم نماز پڑھتے ہین وہ بھی اوسی طرح نماز پڑھتے ہین،
ہم جس طرح جہاد کرتے ہین وہ بھی اوسی طرح جہاد کرتے ہین، لیکن اون کو مزید فضیلت یہ حاصل ہے،
کہ وہ فاضل مال کو خدا کی راہ مین صرف کرتے ہین اور ہمارے پاس اس مقصد کیلئے مال نہین، یہ سنکر
آپنے اُن کو ایک دعا بتا دی، جس سے بڑے ثواب کی توقع تھی،

ان اسباب سے آپنے ان غریبون کی تسکین و تشفی کیلئے اپنی اخلاقی تعلیمات کے ذریعہ فقر و فاقہ کا
درجہ بلند کیا، اور فرمایا کہ

فقراء المهاجرين يدخلون الجنة — یعنی فقرائے مہاجرین دولتمندون سے پانچسو برس

قبل اغنيائهم بخمسمائة عام — پیشتر جنت مین داخل ہون گے،

ایک حدیث مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک بار یہ دعا مانگی،

اللّٰهمّ احيني مسكينًا وامتني مسكينًا — یعنی خداوندا تو مجھے زندہ رکھنا تو مسکین بنا کر،

واحشرني في زمرة المساكين — موت دینا تو مسکینی کی حالت مین اور قیامت کے

يوم القيامة، — دن میرا حشر مسکینون کے گروہ کے ساتھ کرنا،

ان اخلاقی تعلیمات کی موزونیت کیلئے اسلام کے مختلف زمانون کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے، ابتدائے
اسلام مین صحابہ بالخصوص اصحابِ صفہ اور مہاجرین بالکل تہیدست اور بے سروسامان تھے، اوران کی معاش
کا دارومدار صرف دولتمند اور فیاض صحابہ کی اعانت و امداد پر تھا، اس لئے اس زمانے مین دولتمندون کیلئے زائد
از ضرورت مال کا جمع کرنا منع تھا، اور یہ حکم تھا کہ اپنی ضرورت سے زائد جو مال ہو، اوس کو محتاج صحابہ کی امداد
واعانت اور اسلام کی تقویت مین صرف کرنا چاہیے، چنانچہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے،

ويسألونك ماذا ينفقون — یعنی اے پیغمبر لوگ تم سے سوال کرتے ہین کہ وہ کیا چیز

قل العفو. — خدا کی راہ مین صرف کرین تو اُن سے کہدو کہ جو مال تمہاری

ضرورت سے بچ جائے اوس کو خدا کی راہ مین صرف کرو،

اور بعض محدثین کے نزدیک وہ اسلام کے اسی ابتدائی زمانے سے تعلق رکھتی ہے، یعنی ابتدائے اسلام
مین جب زکواۃ فرض نہین ہوئی تھی، تو صحابہ کو حکم تھا کہ اون کی ضرورت سے جو مال بچ جائے، اس کو
جمع نہ کرین، بلکہ خدا کی راہ مین صرف کردین، حضرت ابوذر غفاری رض ایک قدیم الاسلام صحابی تھے، اور
اون کو اس زمانے کی مناسبت سے رسول اللہ صلعم نے اس قسم کی بہت سی اخلاقی تعلیمات دی تھین، مثلاً
غربا کے ساتھ محبت رکھو، اُن کی صحبت اختیار کرو، اس شخص کو دیکھو جو تم سے کم رتبہ ہو، اس شخص کو نہ دیکھو جو
تم سے بلند رتبہ ہو، عزیز و اقارب اور پڑوسیون کے ساتھ سلوک کرو، اور سونا چاندی جمع نہ کرو، یہ اخلاقی تعلیم

اوس زمانے کی حالت کے بالکل مطابق تھی، اور نہایت مؤثر اوقات اور مؤثر انداز مین دیگئی تھی، حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہین، کہ مین ایک رات نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلعم تن تنہا چلے جارہے ہین، مین نے خیال کیا کہ شاید آپ اسوقت کسی کے ساتھ چلنا پسند نہین فرماتے، اس لئے مین آپ سے الگ ہو کر چلنے لگا، لیکن آپنے مڑکر دیکھا تو فرمایا تم کون ہو؟ مین نے اپنا نام بتایا تو فرمایا کہ ابوذر آؤ، کچھ دیر مین آپ کے ساتھ چلا، تو ارشاد ہوا کہ جن لوگون کے پاس دولت زیادہ ہے، قیامت کے دن ان کو ثواب کم ملے گا، بجز اون لوگون کے جن کو خدا نے مال دیا، اور اوس کو اونھون نے نہایت فیاضی کے ساتھ اپنے داہنے، اپنے بائین، اپنے آگے، اپنے پیچھے بکھیرا، اور اس کے ذریعہ سے نیک کام کئے،

وہ ایک اور روایت مین فرماتے ہین کہ مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدینہ مین جارہا تھا، کہ مدینہ کا پہاڑ احد سامنے آیا، تو اوس کو دیکھ کر آپنے مجھ کو بلایا، اور فرمایا کہ اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ پسند نہین کہ اوس پر تین دن گذر جائین، اور اس مین سے میرے پاس ایک اشرفی بھی رہجائے، بجز اوس رقم کے جس کو مین قرض ادا کرنے کیلئے محفوظ رکھون، بلکہ مین اس کو داہنے سے بائین سے اور پیچھے بکھیر دونگا یعنی فیاضی کے ساتھ سب کو صرف کر دون گا،

انھی حالات اور انھی اخلاقی تعلیمات کو پیش نظر رکھکر حضرت ابوذر غفاریؓ کا مذہب یہ تھا، کہ انسان کیلئے مال و دولت کا جمع کرنا جائز نہین، بلکہ اپنی ضرورت مین صرف کرنے کے بعد پس انداز رقم کو غربا و فقرا پر تقسیم کر دینا چاہئے، اگرچہ اور صحابہ اس سے اختلاف رکھتے ہین، تاہم یہ سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ ابتدائے اسلام مین اسلام کا اخلاقی اصول یہی تھا، لیکن بعد کو جب زکوٰۃ فرض ہوئی اور غربا، و فقرا کی امداد و اعانت کا سامان ہوگیا، تو وہ منسوخ کر دیا گیا، لیکن حضرت ابوذر غفاریؓ اس نسخ کے قائل نہین ہوئے، اور عمر بھر اسی کی تبلیغ کرتے رہے، لیکن ان احادیث سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اسلام نفس مال و دولت کا مخالف ہو، بلکہ وہ اسکو صرف اس صورت مین ناجائز قرار دیتا ہے، جب اوس کو نیک کامون مین صرف نہ کیا جائے، چنانچہ حدیث

مین بھی اسکی تصریح ہے، اور محدثین نے بھی اس حدیث کی شرح مین اسکی تصریح کر دی ہو،

اسلام کی یہ اخلاقی تعلیمات اوس زمانے سے تعلق رکھتی ہین، جب مسلمان نہایت غربت کی حالت مین تھے، لیکن جب اسلام نے قوت حاصل کرنا شروع کی اور فتوحات کی وجہ سے اسلام کے دامن مین مال و دولت کا ذخیرہ جمع ہونا شروع ہوا، اوس وقت بھی رسول اللہ صلعم نے مال و دولت کو کچھ بہت زیادہ اہمیت نہین دی، بلکہ اوس وقت بھی مختلف اخلاقی سیاسی اور تمدنی حالات کے لحاظ سے اسی قسم کی زاہدانہ تعلیم دیتے رہے اور مین نے جہان تک غور کیا ہے، اوس وقت اس قسم کی تعلیم کے مختلف اسباب تھے،

۱- پہلا سبب یہ تھا کہ جب مال و دولت کی کثرت ہوتی ہے، تو قومون مین باہم رشک و حسد کا مادہ پیدا ہوتا ہے، جو ترقی کر کے بغض و عداوت کا سبب بن جاتا ہے، جس کا آخری نتیجہ جنگ کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے، یورپ کی سب سے بڑی جنگ انھی اقتصادی اسباب سے ہوئی اور اس وقت دنیا مین جو جنگ ہوتی ہے، اوس کا سبب مالی ترقی کے سوا اور کچھ نہین ہوتا، اسلام مین بھی فتوحات اور فتوحات کیساتھ دولت مین اضافہ ہوا، تو رسول اللہ صلعم کو خود صحابہ کی نسبت اسی قسم کے باہمی رشک و عداوت کا خطرہ پیدا ہوا، اور آپنے علانیہ ان خطرات سے صحابۂ کرام کو متنبہ کیا، چنانچہ ایک بار آپنے فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانے کی کنجیان مل گئی ہین، لیکن مجھکو یہ خوف نہین ہے کہ تم لوگ میرے بعد شرک کروگے البتہ یہ خوف ہو، کہ تم مین مال و دولت کے متعلق رشک و حسد پیدا ہوگا، ایک بار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا جزیہ وصول کر کے لائے اور انصار کو اس کی خبر ہوئی تو نماز فجر کے بعد اونھون نے آپسے اوسکی تقسیم کی درخواست کی، آپ اون کو دیکھکر مسکرائے، اور فرمایا کہ تم کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ مال لیکر آئے ہین بولے ہان یا رسول اللہ! ارشاد ہوا کہ خدا کی قسم مجھے تمھارے موجودہ فقر و فاقہ کا کچھ ڈر نہین ہے، البتہ مجھے یہ خوف ہو کہ تم کو دنیوی فراغ بالی نصیب ہو، جیسا کہ تم سے پہلے کی قومون کو نصیب ہو چکی ہو، اور تم بھی اوسی طرح رشک و حسد کرنے لگو، جیسا کہ وہ کیا کرتی تھین، اور انھی کی طرح تم بھی لغویات مین مبتلا ہو جاؤ، چنانچہ حضرت عمرؓ

ہی کے زمانے سے مالی حرص و طمع اور اوس کے نتائج کا آغاز ہوا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اوس کی بدولت بغض و عداوت اور خانہ جنگی کی نوبت پہنچ گئی، اور بعد کو تو مسلمانون کے درمیان اسی بنا پر مدتون خانہ جنگی کا سلسلہ قائم رہا، چنانچہ اسی زمانہ مین حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو بنو امیہ سے برسرِ جنگ تھے، مکہ مین ایک تقریر کی، جسمین فرمایا کہ لوگو! رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے، اگر انسان کو ایک ایسا میدان مل جائے، جو سونے سے بھرا ہوا ہو، تو اوس کو تسکین نہ ہوگی، بلکہ اسی قسم کا دوسرا میدان بھی چاہے گا، پھر اگر دوسرا میدان بھی مل گیا، تو تیسرے کا خواستگار ہوگا، انسان کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے، اون کی اس تقریر کا مقصد یہ تھا، کہ اس وقت خانہ جنگیون کا جو سلسلہ قائم ہے، وہ صرف مالی حرص و آز کا نتیجہ ہے اگر لوگ رسول اللہ صلعم کی اخلاقی تعلیم کے پابند رہتے، تو یہ خونریزیان نہ ہوتین،

۲- دوسرا سبب یہ تھا کہ ایک پیغمبر جو اپنی امت کو دنیا مین عزت کے ساتھ زندہ رکھنا چاہتا ہے، اوس کا سب سے بڑا اخلاقی فرض یہ ہے کہ وہ اپنی امت کے افراد مین مالی حرص و طمع کا ایسا مادہ پیدا نہ ہونے دے، جو ترقی کرکے اون کو سوال اور گداگری کی طرف مائل کردے، اس بنا پر جہان کہین اس قسم کا موقع پیش آیا رسول اللہ صلعم نے اس قسم کے حرص و طمع کے مادے کو زائل کیا، اور بجائے لینے کے مال کے دینے کی فضیلت بیان کی، حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہین، کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا، اور آپ نے مجھے کچھ مال دیا، مین نے پھر سوال کیا، پھر عنایت فرمایا، پھر سوال کیا، پھر دیا، لیکن بار بار کے سوال سے جب آپ کو اون کی حرص کا حال معلوم ہوا تو فرمایا کہ "اے حکیم یہ مال شاداب اور شیرین چیز ہے، جو شخص اوس کو کھلے ہوئے دل کے ساتھ لیتا ہے، اوس کو برکت حاصل ہوتی ہے اور جو شخص حرص کے ساتھ لیتا ہے، اوس کو برکت نہین حاصل ہوتی، اور اوس کی مثال اوس شخص کی ہوتی ہے، جو کھاتا تو ہے، لیکن اوس کا پیٹ نہین بھرتا، اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے"

حضرت حکیم بن حزامؓ پر اس اخلاقی تعلیم کا یہ اثر پڑا، کہ اونھون نے اسی وقت یہ عہد کرلیا کہ اب کسی سے کچھ نہ مانگونگا، اور اس عہد کو اس شدت کے ساتھ پورا کیا کہ حضرت ابوبکرؓ اون کو بیت المال سے وظیفہ دینے کیلئے طلب کرتے تھے، اور وہ انکار کردیتے تھے، حضرت عمرؓ نے بھی اپنے زمانہ خلافت مین اونکو وظیفہ دینا چاہا، مگر اونھون نے واپس کردیا، بالآخر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مسلمانو! گواہ رہنا مین حکیم کو اون کا حق دیتا ہون اور وہ قبول نہین کرتے،

۳- تیسرا سبب یہ تھا کہ ضروریاتِ زندگی کیلئے مال کی ایک مقدار بے شبہہ ضروری ہے، اور اس حیثیت سے اسلام نے مال و دولت کی کوئی برائی نہین کی ہے، البتہ قومی، مذہبی، سیاسی اور تعلیمی کامون کی بنیاد صرف مال ہی پر نہین رکھنا چاہئے کہ اگر مال و دولت ملے، تو یہ کام انجام دیئے جائین، اور اگر اس مین کچھ کمی ہوجائے، تو سرے سے یہ کام ہی چھوڑ دیئے جائین، یا کم از کم بد دلی کے ساتھ کئے جائین، بلکہ ان کامون کی اصلی بنیاد خلوص و صداقت، ایثار اور مخلوق الہی کی نفع رسانی پر رکھنی چاہئے، اور مال و دولت کو صرف ان مقاصد کی تکمیل کا ایک ذریعہ بنانا چاہئے، اسی بنا پر رسول اللہ صلعم نے اس قسم کے خود غرض اشخاص کو مال و دولت کے غلام کا لقب دیا، اور فرمایا،

تعس عبد الدینار والدرھم و	یعنی دینار و درہم، چادر اور کمل کے بندے ہلاک ہون
القطیفة والخمیصة ان اعطی	کہ اگر اون کو یہ چیزین دی جائین، تب تو وہ خوش
رضی وان لم یعط لم یرض۔	رہین اور اگر نہ دی جائین، تو ناخوش ہوجائین،

یہ حدیث واقعات کے لحاظ سے بھی اسلام کی ابتدائی تاریخ سے خاص تعلق رکھتی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلعم کے عہدِ مبارک مین کفار سے بکثرت لڑائیان پیش آئین، اور ان مین مسلمانون کو بہت سا مالِ غنیمت ملا، جو باہم تقسیم کیا گیا، لیکن ان لڑائیون کا اصلی مقصد مالِ غنیمت حاصل کرنا نہ تھا، بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ یعنی اشاعت اسلام تھا، تاہم ان لڑائیون مین بہت سے بدو، اور بہت سے دور افتادہ قبائل کے لوگ شریک ہوتے تھے

اور وہ زیادہ تر اپنی نظر مالِ غنیمت پر رکھتے تھے، اس لئے اگر ان لوگون کو مالِ غنیمت سے حصہ ملتا تھا تو خوش ہوتے تھے، ورنہ شکوہ شکایت کرتے تھے، بعض اوقات مصالح کے لحاظ سے رسول اللہ صلعم ایسے لوگون کو مالِ غنیمت دیدیا کرتے تھے، جو بظاہر اس کے مستحق نہین ہوتے تھے، اس لئے جو لوگ اصلی مستحق ہوتے تھے اون کو قدرتی طور پر رنج ہوتا تھا، ان وجوہ سے رسول اللہ صلعم نے ان ناراضیون کی جڑ ہی کاٹ دی اور صاف صاف فرمادیا، کہ جو لوگ درہم و دینار بلکہ ایک چادر اور ایک کمل کیلئے جہاد کرتے ہین، وہ خدا کے نزدیک مستحقِ ستایش نہین ہوسکتے، بلکہ اس قسم کی مقدس خدمات کو خلوص و ایثار کے ساتھ انجام دینا چاہئے، اور مال و دولت کو محض ایک عارضی فائدہ خیال کرنا چاہئے،

۴- چوتھا سبب یہ تھا کہ اسلام کے نزدیک مال بذاتِ خود کوئی بری چیز نہین، بلکہ نہایت عمدہ چیز ہے البتہ اوس کا غلط اور مسرفانہ استعمال نہایت خطرناک نتائج پیدا کرسکتا ہے، چنانچہ ایک بار رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمھاری نسبت مجھے زیادہ تر خوف زمین کی برکتون سے ہے، لوگون نے کہا کہ "زمین کی برکتون کے کیا معنی ہین" ارشاد ہوا کہ "دنیا کی زینتین یعنی عمدہ کپڑے عمدہ سامان، لہلہاتی ہوئی کھیتیان، سرسبز و شاداب باغ وغیرہ" اس پر ایک صحابی نے کہا کہ کیا بھلائی سے برائی بھی پیدا ہوسکتی ہے؟ سوال نہایت اہم اور پیچیدہ تھا، آپ خاموش ہوگئے، یہان تک کہ اونھون نے خیال کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے پھر آپ نے پیشانی سے پسینہ پونچھا اور فرمایا کہ بھلائی سے تو صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ یہ مال ایک سرسبز اور شیرین چیز ہے، اور دیکھو کہ فصل بہار مین جب زمین مین گھاس اُگتی ہے تو اوس کو ایک جانور ضرورت سے زیادہ کھالیتا ہے، یہان تک کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے، اور وہ تخمہ سے مرجاتا ہے لیکن دوسرا جانور اوس کو اعتدال کے ساتھ کھاتا ہے، جب اوس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ تو جگالی کرنے لگتا ہے، دھوپ مین گھومتا پھرتا ہے، اس طرح جب وہ ہضم ہوچکتا ہے، تو دوبارہ پھر کھانا شروع کرتا ہے، اور اس کو کوئی نقصان نہین پہنچتا، یہ مال بھی اسی قسم کی چیز ہے، جو شخص مال کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہے، اور اس کے حق مین صرف کرتا ہے، تو وہ ایک اعانت کا ذریعہ بن جاتا ہے، اور اگر بغیر حق کے لیتا ہے، تو اس کی مثال اوس شخص کی ہوتی ہے، جو کھاتا تو ہے لیکن آسودہ نہین ہوتا،

قرآن شریف مین ایک آیت ہے،

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ۔

(آل عمران ع ۲)

یعنی لوگون کی فطرت اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اون کو دنیا کی مرغوب چیزون یعنی (مثلاً) بی بیون اور بیٹون اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیرون اور عمدہ عمدہ گھوڑون اور مویشیون اور کھیتی کے ساتھ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے، (حالانکہ) یہ (تو) دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہین اور (ہمیشہ کا) اچھا ٹھکانا خدا ہی کے ہان ہے،

صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت عمرؓ یہ دعا مانگتے تھے کہ "خداوندا ہم مین یہ قدرت تو نہین ہے، کہ ان فطرتی دلچسپیون سے خوش نہ ہون، البتہ ہم کو یہ توفیق دے کہ ہم ان چیزون کو ان کے حق مین صرف کرین" شارحِ حدیث اسکی شرح مین لکھتے ہین کہ مال و دولت سے فطری دلبستگی تو ہر شخص کو ہے، لیکن باانیہمہ اس مین لوگون کے تین درجے قائم ہوجاتے ہین،

۱- ایک تو وہ لوگ ہین جن پر مال و دولت کی بارش ہوتی ہے، اور وہ لوگ اپنے اختیار سے جہان چاہین، اوس کو صرف کرسکتے ہین، لیکن باوجود اس کے وہ مال و دولت پر لات مار دیتے ہین، اور سیم و زر کو چشمِ حقارت سے دیکھتے ہین، اسی درجہ کا نام مقام محمود ہے، اور رسول اللہ صلعم کو یہی درجہ حاصل تھا، اور حضرت عمرؓ اسی درجہ کیلئے دعا کرتے تھے، چنانچہ ایک بار اُن کے پاس مشرق سے بہت سا مال آیا، جس کو اونھون نے چھپا کر رکھوادیا، پھر لوگون کو بلا کر سب کے سامنے کھلوایا، تو بکثرت زیورات بکثرت

جواہرات اور بکثرت ساز و سامان نکلے، لیکن اُن کو دیکھکر حضرت عمرؓ رو پڑے، لوگون نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا، کہ جس قوم مین مال و دولت کی فراوانی ہوتی ہے، وہ آپس مین خونریزی کرنے لگتی ہے، اور ہر شخص دوسرے کی عزت و آبرو کے درپے ہوجاتا ہے، اس کے بعد اونھون نے سب تقسیم کردیا، تھوڑا سا سامان بچ گیا تو اوس کو الگ رکھوادیا، لیکن بعض صحابہ نے کہا کہ اوس کو کب تک بند رکھئے گا، بولے جب مجھے فرصت ہو تو کہنا اونھون نے فرصت کے وقت ان چیزون کو سامنے رکھا، تو یہ آیت پڑھکر فرمایا کہ خداوندا ہم مین یہ قدرت تو نہین ہے، کہ جس چیز کو تونے محبوب بنایا ہے، اوس کو محبوب نہ رکھین، لیکن تو ہم کو اس کی برائی سے محفوظ رکھ، اور ہم کو توفیق دے کہ ہم اوس کو تیرے حق مین صرف کرسکین، یہ کہکر ان سب چیزون کو تقسیم کردیا،

۲۔ دوسرا درجہ اون لوگون کا ہے، جو مال و دولت کو چشم حقارت سے تو نہین دیکھتے، لیکن اسکے صرف کرنے مین شریعت کے اوامر و نواہی کا لحاظ رکھتے ہین، یعنی جائز موقع پر تو صرف کرتے ہین، اور ناجائز مصارف سے بچتے ہین، اور یہ درجہ بھی مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے کوئی قابلِ اعتراض درجہ نہین،

۳۔ تیسرا درجہ ان لوگون کا ہے، جو شب و روز روپیہ ہی کی فکر مین مصروف رہتے ہین، اور اسکے حاصل کرنے مین جائز و ناجائز ذرائع کی پرواہ نہین کرتے، بلکہ ظالمانہ اور غاصبانہ طریقہ پر روپیہ حاصل کرتے ہین، اور مسرفانہ اور عیاشانہ طریقہ پر اوس کو صرف کرتے ہین، یہی لوگ ہین، جنکو شریعت نے بندگان درہم و دینار کا لقب دیا ہے، اور اون کو اخروی بلکہ دنیوی ہلاکت کا مستحق ٹھہرایا ہے، لیکن ان بندگان درہم و دینار کی بھی ان کے حوصلہ و ہمت اور حالت و حیثیت کے لحاظ سے دو قسمین ہوتی ہین، ایک تو وہ جو ادنیٰ درجہ سے تعلق رکھتے ہین، اور معمولی معمولی چیزون پر جان دیتے ہین، جیسے عرب کے بدو کہ ایک چادر اور ایک کمبل ہی ان کو غنیمت معلوم ہوتا تھا، دوسرے وہ لوگ جنکی ہمتین بلند اور اختیارات وسیع ہوتے ہین، اور اُن کی نگاہون مین ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ کی کوئی وقعت نہین ہوتی، مثلاً روم و ایران کے شہنشاہ

جو رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک مین رعایا سے مالگذاری ٹیکس اور دوسری قسم کے محاصل سے ظالمانہ طور پر کروڑون روپیہ وصول کرتے تھے، اور اوس کو بے دریغ عیش و عشرت مین صرف کرڈالتے تھے، بدقسمتی سے یہ دونون سلطنتین عرب کے پہلو مین واقع تھین، اور اہلِ عرب ان سے تجارتی تعلقات رکھتے تھے، اسلئے اہلِ عرب پر ان کا اخلاقی اور معاشرتی اثر پڑتا تھا، چنانچہ ایک حدیث مین ہے کہ ایک بار حضرت عمرؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے، دیکھا کہ جسم مبارک پر ایک تہبند کے سوا اور کچھ نہین، ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہین، اور پہلو مین چٹائی کی بدھیان پڑگئی ہین، گھر مین ادھر ادھر دیکھا، تو مٹھی بھر جو اور چند کھالین نظر آئین، سرور کونینؐ کی اس بے سر و سامانی کو دیکھکر رو پڑے، رسول اللہ صلعم نے رونے کی وجہ پوچھی تو بولے کہ کیون نہ روؤن، آپ کی تو یہ حالت ہے اور یہ قیصر و کسری دنیوی عیش و عشرت کے مزے اُڑا رہے ہین، ارشاد ہوا کیا تم کو یہ پسند نہین، کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کیلئے دنیا، بولے ہان یہی پسند ہے،

ان اثرات و تعلقات کے بنا پر خود مسلمانون کی نسبت یہ خوف تھا کہ اگر قیصر و کسری کی دولت اون کے جیب و دامن مین آئی، تو وہ بھی اسی قسم کی مسرفانہ عیش پرستیون مین مبتلا ہوجائین گے، اور اسلام کا یہ زرین اخلاقی اصول کہ مال کو حق کے ساتھ لو اور حق کے ساتھ صرف کرو، قائم نہ رہ سکے گا، اس لئے اسلام نے مسلمانون کو متوسط درجہ کی سادہ زندگی بسر کرنیکی ہدایت کی اور اُن تمام سامان تعیش کو جو رومیون اور ایرانیون کے جزو زندگی بن گئے تھے ناجائز قرار دیا، چنانچہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا، نہ حریر و دیبا پہنو، نہ سونے اور چاندی کے برتن مین پانی پیو، اور نہ سونے چاندی کی تشتریون مین کھاؤ کیونکہ یہ چیزین عجمیون کیلئے صرف دنیا مین ملین گی اور تم کو آخرت مین، نیز فرمایا کہ جو شخص چاندی سونے کے برتن مین پانی پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ مین جہنم کی آگ کے گھونٹ اوتارتا ہے، اسی طرح رومیون کیلئے سونے کے زیورات حرام کردیئے گئے ہین، لیکن حدیث مین ان چیزون کے حرام کرنے کی وجہ نہین بیان کی گئی ہے، بلکہ علما نے اپنے عقل و فہم سے ان کے حرام ہونے کی وجہ استنباط کی ہے، چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین، کہ ان چیزون کے حرام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ خداوند تعالی انتہائی عیش پرستی اور انتہائی نزاکت و نفاست کو جو انسان کو بالکل دنیا کی طرف مائل کردین ناپسند کرتا ہے، لیکن خود شریعت نے انتہائی

عیش پرستی کی کوئی تحدید و تعریف نہیں کی ہو، اسلئے شاہ صاحب نے پہلے تو معمولی عیش پرستی کی یہ تعریف کی ہو کہ "عمدہ
چیزوں کا انتخاب اور بری چیزوں سے اجتناب" اور اسلام اسکی ممانعت نہیں کرتا، بلکہ اسکا حکم دیتا ہو، دھلا ہوا کپڑا میلے
کپڑے سے بہتر ہوتا ہو، اسلئے اسلام کی تعلیم یہی ہو، کہ دھلا ہوا کپڑا پہنو، میلا کپڑا نہ پہنو، لیکن انتہائی عیش پرستی یہ ہو کہ ایک ہی
جنس کی چیزوں میں عمدہ چیز کا انتخاب اور بری چیز سے اجتناب، مثلاً آم ہر جگہ پیدا ہوتے ہیں اور ہر جگہ میٹھے آم مل سکتے ہیں، لیکن
ایک شخص اپنے شہر یا اپنے ضلع کے آم پر قناعت نہیں کرتا، بلکہ لکھنؤ اور ملیح آباد سے اُن سے بہتر آم منگاتا
ہے، پھر اگر اوس کو پتہ چلتا ہے، کہ لکھنؤ اور ملیح آباد سے بھی بہتر آم کہیں اور جگہ مل سکتے ہیں، تو وہاں سے
آم منگانے کی فکر کرتا ہے، میں نے یہ ایک معمولی مثال دی ہے، لیکن اگر آپ غور کریں گے تو دنیا کی
تباہی و بربادی کا اصلی سبب یہی عیش پرستی ہے، دیسی کپڑوں کو چھوڑ کر جو لوگ ولایتی کپڑے استعمال
کرتے ہیں، اوس کا سبب یہی ہے، کہ کپڑے کی جنس تو ہندوستان اور یورپ دونوں جگہوں میں یکساں
ہوتی ہے، البتہ ولایت میں اعلیٰ درجہ کے کپڑے تیار ہوتے ہیں، امیروں اور رئیسوں میں مقابلہ درحقیقت
اسی قسم کی عیش پرستی میں ہوتا ہے، ایک رئیس بمبئی یا کلکتہ سے موٹر منگاتا ہے، تو دوسرا اوس سے بہتر موٹر
کی تلاش میں پیرس اور برلن کی خاک چھانتا پھرتا ہے، غرض اگر ایک ہی جنس کی چیزوں میں اسی قسم
کے مختلف درجے قائم کئے جائیں، تو اس کثرت سے مدارج نکلیں گے، کہ انسان کا دماغ اون کی جستجو
میں اور انسان کا مال اون کی خرید و فروخت میں ہمیشہ تباہ ہوتا رہے گا، اس لئے اسلام نے اس پریشان
خیالی کے دور کرنے کیلئے ایک متوسط درجے کی زندگی اختیار کرنے کی تعلیم دی، اور انتہائی عیش
پرستی کی جو چیزیں اس کے سامنے تھیں، مثلاً دیبا، حریر، کمخواب سونے چاندی کے زیور اور برتن ان سب
کو حرام کر دیا، اور آج یورپ اور امریکہ میں ان سے بہتر اور انکے ان قیمت جو کپڑے یا جو سامان پیدا ہو گئے ہیں
اون کو بھی چیزوں پر قیاس کرنا چاہئے،

قرآن مجید کے دو نایاب نسخے اور چند دوسری قلمی کتابیں

از مولوی سید عبدالرؤف صاحب ندوی مدرس مدرسۂ قادریہ کاررا، گیسا،

یہ چند قلمی کتابیں مولوی سید عبدالرشید صاحب قادری رئیس کاررا (گیا) کے کتبخانۂ قادری اور بندہ ناچیز کے خاندانی ذخیرۂ کتب میں محفوظ ہیں، ان میں سے بعض کے حالات درج ذیل ہیں، کہ شاید اہل علم کی دلچسپی کا باعث ہوں،

شیخ الاسلام ابن طیب کا قرآن — رسالہ المرغوبہ

قرآن مذکور کی ابتدا میں فن تجوید کا المرغوبہ نام ایک مختصر رسالہ ہے، جو علامہ منہاج محمد بن محمد کے نام سے منسوب ہے، دیباچہ میں مصنف کا نام اور رسالہ کی غرض و غایت کا تذکرہ آیا ہے۔

رسالہ کی ابتدا التفاؤل بالقرآن کے عنوان سے ہوتی ہے، جس کے ذیل میں قرآن مجید سے فال دیکھنے کا طریقہ بہ تفصیل بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد مختلف ابواب میں مختلف عنوانوں کے ماتحت علم تجوید کے مختلف مسائل اور مباحث بیان کئے گئے ہیں، پورا رسالہ پانچ ابواب اور پندرہ فصلوں پر مشتمل ہے، رسالہ کے صفحۂ آخر پر بائیں جانب بخط شکست دو تحریریں مرقوم ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مصحف مقدس حضرت شیخ الاسلام ابن طیب (سنہ ۹۷۵ھ) کے متروکات میں سے ہے، وہ دونوں تحریریں جو ہبہ نامہ اور قبولیت نامہ سے موسوم کی گئی ہیں اور سنہ ۹۷۵ھ کی مکتوب ہیں، ذیل میں درج کیجاتی ہیں،

ہبہ نامہ اقرار کرد و اعتراف نمود مسمیٰ عبداللہ بن شیخ الاسلام ابن طیب کہ این مصحف مذکور حقیر مذکور بعد مرحلہ رخصت پدر خود شیخ الاسلام مذکور میراث یافت، در ملک خود متصرف و قابض حقوق

گشت فقیر حقیر مذکور در حد جواز تصرفات خود ایں مصحف را ہبہ صحیح شرعی طائعاً و راغباً بفرزند خود

اسمہٗ عبدالعزیز ابن شیخ عبداللہ ہبہ کرد و تملیک فرزند مذکور کرد آں را، تحریر سطور مذکور غرہ ماہ

رجب المرجب ۹۷۵ھ"

قبولیت نامہ عبدالعزیز موہوب لہ مذکور ہبہ مصحف مذکور در مجلس ہبہ مذکور بحضور جماعت مسلمانان عدول

قبول ہبۂ مذکور کرد و قابض و متصرف گشت"

مصحفِ مذکور میں فاتحۃ الکتاب سے اختتام تک یکساں طور پر اختلافِ قرأۃ کا پورا اہتمام نظر آتا ہے،

بین السطور اور حواشی پر قرأ ائمہ کے اختلاف قرأت کو ظاہر کر کے قرأۃ عاصم بروایت حفص کا بالالتزام اہتمام ہے،

اور نیز قرآن مجید کے آخری صفحہ پر ایک اور تحریر ہے، جس سے اہتمامِ قرأتِ مختلفہ اور التزامِ روایتِ حفص اور نیز

سند قرأت کے ساتھ ساتھ کاتبِ قرآن کا پتہ چلتا ہے،

"بدان اسعدک اللہ کہ دریں مصحف ہر چیز بسیاہی مکتوب و معرب است آں قرأۃ مختار است چنانچہ

در مصحفہا ست، و ہر چیز بسرخی در متن آں قرأت عاصم بروایت حفص و ہر چیز بسبزی و زردی است

آں قرأت غیر عاصم آں قرا ا بغیر تعیین" و بقدر امکان در تصحیح لفظ و اعراب کوشیدہ شدہ است

اما قرأت عاصم بروایت حفص از خدمت استاذ العلماءُ امام المحققین تاج الحق والدین وارث الانبیاء

والمرسلین، بقیۃ السلف استاذ الخلف فرزند شائستہ و خلف بایستہ مولانا قطب الاولیا امام الاتقیا

تقی الحق والشرع والدین رزقنا اللہ تقیاہ من اول القرآن الی آخرہ سماع است" کاتبہ وقاریہ

العبد الضعیف عبدالکریم بن محمد بن حامد غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمن توالدہ و لجمیع المومنین والمومنات

والمسلمین والمسلمات بکرمہ العمیم و فضلہ الجسیم"

نوشتۂ مذکور کی عبارت کاتبہ وقاریہ الخ" اور ہبہ نامہ کی تحریر "بعد مرحلہ رخصت پدر خود شیخ الاسلام

مذکور میراث یافت الخ" اں ہر دو عبارت کے ملانے سے بیک نظر یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ اول اول قرآن

ہذا کی ملکیت کا شرف خود کاتب قرآن عبدالکریم بن محمد کو حاصل تھا، بعدہٗ یہ سعادت شیخ الاسلام ابن طیب کے

حصہ میں آئی، علاوہ ازیں فارسی میں ترجمہ و شانِ نزول کا اہتمام نظر آتا ہے، اور نیز مبہم ترجمہ کی توضیح عربی میں

بین السطور اور حاشیہ پر جابجا ہے، افسوس ہے کہ ترجمہ اور شانِ نزول سب نامکمل ہے ترجمہ کا سلسلہ سورۂ یوسف

اور شانِ نزول کا پارۂ والمحصنٰت پر منتہی ہو جاتا ہے،

ہر سورہ کا نام مع تعداد رکوع و آیات سادگی کیساتھ شنجرفی حروف میں ظاہر کیا گیا ہے پارہ کے آغاز کے

لئے کوئی امتیازی نشان نہیں، صرف ایک طرف حاشیہ پر سرخ حرفوں میں الجزء فلان و فلان مکتوب ہے، آیات

کے لیے مدور رنگین نشان ہے، رکوع کا نشان غیر معرب حرفوں پر مشتمل ہے، سجدۂ و منزل کے لیے کوئی علامت نہیں

علامات و اوقاف سرخ حرفوں میں ہیں، ہر صفحہ باریک شنجرفی خطوط سے گھرا ہوا ہے، ضخامت ۱۲۰۰ صفحات ہے،

اور ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں، کاغذ سفید دبیز کھردرا ہے، تقطیع کلاں جلد بہت جسیم و ضخیم ہے،

خواجہ عبداللہ حسینی احرارؒ کا قرآن، قرآن مذکور کتابت اور زینت و آرایش کے اعتبار سے قابل دید اور لائق تحسین ہے، نام کاتب

اور سنہ کتابت کا کوئی پتہ اور نشان نہیں، مگر صنعت نسخ کا ایک اعلیٰ و عمدہ نمونہ ہے، سورۂ

فاتحہ و بقرہ کے صفحات زرافشاں ہیں، حاشیے جواہراتی رنگ سے رنگین اور مشجر و منقش ہیں اور دیگر صفحات علی العموم

شنجرفی اور زنگاری رنگ کے باریک خطوط سے گھرے ہوئے ہیں، علامات اوقاف اور رکوع، ربع، نصف،

ثلث، سجدہ و منزل، اسمائے سورہ و پارہ مطلا و زنگاری ہیں، سورہ و پارہ کا نام ہر صفحہ پر سرخ حرفوں میں ہے، سورۂ

بقرہ کے سرصفحہ ایک مہر اور آخر صفحہ قرآن پر تین مہریں، مدور سیاہ روشنائی کی ثبت ہیں، اور اندرون مہر نستعلیق خط میں

"میر ابوتراب فرزند خواجہ عبداللہ حسینی احرار" مکتوب و منقوش ہے، اور نیز آخری صفحہ کے بائیں میں یہ تحریر مرقوم ہے،

"کلام مجید بہائے آں شصت روپیہ دخرید کردم بہمیں قیمت" مگر محرر کے نام و نشان کا کوئی ذکر نہیں ہے، ان مہروں

سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مالک قرآن خود خواجہ مذکور ہیں اگرچہ ان کے متعلق کاتب قرآن ہونے کا بھی

ایک احتمال ہے، غالباً یہ خواجہ عبداللہ حسینی احرار وہی خواجہ عبیداللہ احرار ہیں جو حضرت جامیؒ کے پیر صحبت کیے جاتے

ہیں، اور جن کا تذکرہ سلسلۂ خواجگان کے ذیل میں تذکرۃ الاولیا، سفینۃ الاولیا، نفحات الانس میں آتا ہے،

شرح فتوح الغیب حضرت محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی، قدس سرہٗ و نور روحہ (المتوفی سنہ ۵۶۱ھ) کے تعلیمات وارشادات کا ایک گراں بہا مجموعہ ہے، آپ کے خلف رشید حضرت شرف الدین ابو عبد الرحمن عیسیٰ اسکے جامع ہیں، پوری کتاب اسّی مقالات پر منقسم ہے، علامہ شیخ عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی بخاری نے اس کی جو شرح لکھی مفتاح الفتوح کے نام سے لکھی وہ مشہور نام ہے، یہ ایک تاریخی نام ہے جس سے سنۂ تالیف اور نام دونوں معلوم ہوتے ہیں،

مفتاح فتوح نام و تاریخ افتاد　　در خاطر آنکہ مظہر لاریب است

اگر مفتاح فتوح بلا الف و لام پڑھا جائے تو سنۂ تالیف سنہ ۱۰۲۵ھ ہوتا ہے اور بالف و لام تصور جائے جیسا کہ شرح مذکور میں بعض جگہ مذکور ہے تو سنہ ۱۰۵۶ھ نکلتا ہے، بہر کیف مفتاح الفتوح شرح فتوح الغیب علی الاختلاف سنہ مذکور میں اختتام و انجام کو پہنچی، یوں تو علامہ مذکور کی یہ شرح طبع ہو کر متداول خاص و عام ہے، مگر پیش نظر قلمی نسخہ چند حیثیت سے قابل قدر اور لائق توجہ ہے، اول یہ کہ مؤلف کے خاص قلمی نسخہ سے جو نسخہ کہ مقابلہ کردہ ہے، اس سے منقول و مکتوب ہے، دوم یہ کہ کتابت کا سنہ تالیف کے سنہ سے قریب العہد ہے، اور سنہ تالیف و کتابت میں صرف گیارہ سال کا فصل ہے، نسخہ ہذا کا کاتب شرف الدین اور مالک نجم الدین قادری مکی ہے، جس کا تذکرہ خاتمۂ کتاب پر ایک تحریر میں آیا ہے، جو حسب ذیل ہے،

نقلت من نسخة التی قوبل نسخة مؤلفه	جو نسخہ خاص مؤلف علامہ شیخ عبد الحق
وهو العالم الربانی والاعظم الثانی	ابن سیف الدین قادری (جو وطناً دہلوی
الامام العارف الکامل الشیخ الاجل	اور اصلاً بخاری اور مذہباً حنفی اور مشرباً
الاکمل الشیخ عبد الحق بن سیف الدین	صوفی اور سلسلۃً قادری اور مقیماً مکی
القادری الدهلوی موطناً والبخاری	اور مرقداً مدنی ہیں،) کے قلمی نسخہ سے
اصلاً والحنفی مذهباً والصوفی مشرباً	مقابلہ کردہ ہے، اس سے یہ منقول ہے،

والقادری سلسلةً والمکی مقیماً والمدنی	. . . .
مرقداً انشاء الله تعالی نفعنا الله	. . . .
ببرکاته وبرکات . . . . تمت	. . . .
هذا الکتاب شرح فتوح الغیب من	یہ کتاب بقلم شرف الدین سنہ ۱۰۶۷ھ
الناسخة بید الفقیر الحقیر شرف الدین	میں تمام ہوئی، . . . . . .
غفر الله له ولوالدیه ولجمیع المؤمنین	. . . .
والمؤمنات والمسلمین والمسلمات	. . . .
سن سبع وستین والف الهجریة النبوی	. . . .
صلی الله علی حبیبه وخیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین	. . . .
روز شنبه بوقت غروب آفتاب در روز عید الفطر	. . . .
اتمام شد درحق و ملک سیدی . . . . . . که ملقب	. . . . اور یہ شیخ نجم الدین قادری
شیخیت شده است، الله تعالی او را از ره راست	مکی کی ملکیت ہے،
نلغزاند بحرمت نبی و آله الامجاد دست خط شیخ نجم الدین	

کتاب مذکور از ابتدا تا انتہا مخطوط ہے، متن عبارت شنجرفی خطوط کے ذیل میں زمردین (سبز) حرفوں میں منقول ہے، چپ و راست حاشیہ پر اسی رنگینی کیساتھ فوائد منقول ہیں، اور نیز صفحۂ راست کے حاشیہ پر جا بجا ابیات سعدی و حافظ مرقوم ہیں، ضخامت تقریباً ۴۰۳ صفحے ہے اور ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، کاغذ خانی گندہ ہے، کتابت معمولی نسخ و نستعلیق میں ہے، متن نسخ میں اور شرح نستعلیق میں ہے، صفحۂ اول سے ایک اور تحریر متعلق ہے جو درج ذیل ہے:

"این کتاب عطا کردہ جناب مولٰنا شاہ ضیاء اللہ صاحب لاہوری قدس سرہ العزیز،

یہ بزرگ لاہور کے رہنے والے ہیں، جن کی آمد و رفت گذشتہ ایام میں اس طرف بھی تھی، انھوں نے کتاب

مذکور کو مولوی سید عبد الرشید صاحب قادری رئیس کارا کے جد امجد سید شاہ محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا تھا،

دانش نامۂ جہاں | غیاث الدین علی بن علی امیر ابن الحسنی الاصفہانی مصنف مختصر فوائد نجومیہ نے شہر بدخشان میں اس کو تحریر ہو کر ایک سال کی مدت میں بکمال جد وسعی کتاب ہذا کی تدوین و تالیف سے ۸۶۹ھ میں فراغت حاصل کی، غالباً مؤلف کی کتابت بھی یہی ہے، زبان فارسی میں حکمت طبیعی کی یہ ایک عمدہ تصنیف ہے، جسمیں مختلف فصول و اصول میں مختلف عنوان کے ماتحت علم آبار علوی کے مباحث ہیں، کتاب مذکور تمہید اور دس فصل بیس اصل چار نتیجہ اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، خاتمہ کتاب پر تنبیہ کے تحت میں شیخ الرئیس کی اس وصیت کا ذکر ہے، جس کو اس نے اشارات میں بیان کیا ہے، کتابت و کاغذ نفیس ہے، کاتب و سنہ کتابت کا صاف طور پر کوئی ذکر نہیں، اس کتاب کے مطبوع ہونے کا حال معلوم نہیں، عنوان مباحث بالتفصیل درج ذیل ہیں،

فصل اول در پدید آمدن عقل کل و نفس کل، فصل در پدید آن افلاک و ترتیب ایشان، فصل سوم در بیان گردش افلاک و مدت دور ہر یک، فصل چہارم در پیدا شدن عناصر و مکان ہر یک، فصل پنجم در بیان تقسیم عناصر، فصل ششم در کیفیاتے کہ لازم عناصر اند، فصل ہفتم در بیان طبقات عناصر، فصل ہشتم در بیان شکل افلاک و عناصر و چگونگی ایستادن زمین، فصل نہم در بیان معنی حقیقت جسم، فصل دہم در بیان تقسیم جسم بسیط و مرکب، اصل اول در استحالہ عناصر، اصل دوم در سبب پیدا شدن بخار و دخان، اصل سوم در بیان پیدا شدن باد، اصل چہارم در پیدا شدن ابر، اصل پنجم در بیان پیدا شدن باران، اصل ششم در بیان پیدا شدن برف، اصل ہفتم در بیان پیدا شدن تگرگ، اصل ہشتم در حدوث زم، (ژالہ و شبنم) اصل نہم در پیدا شدن رعد، اصل دہم در پیدا شدن برق، اصل یازدہم در پیدا شدن صاعقہ، اصل دوازدہم در پیدا شدن کوکب منقضہ و شہب و شہاب ثاقب، و کواکب ذوات الاذناب و کواکب ذات الذوائب، اصل سیزدہم در بیان علامت حمرہ، اصل چاردہم در بیان پیدا شدن شمسیات، اصل پانزدہم در حدوث منازل، اصل شانزدہم در پیدا شدن قوس قزح، اصل ہفدہم در پدید آمدن

ہالہ، اصل ہشدہم در پیدا شدن زلزلہ، اصل نوزدہم در بیان برآمدن آواز زمین و بردن آمدن باد و آتش از درون زمین، اصل بستم در بیان پیدا شدن آب چشمہ و کاریز و چاہ، نتیجۂ اول در پیدا شدن معادن کہ اقسام آن حجریات و سیماب و ملحیات و مشتعلات و منطرقات، و نتیجہ دوم در پیدا شدن نباتات و نفس و قوی آن نتیجہ سوم در پیدا شدن حیوانات، نتیجہ چہارم در پیدا شدن انسان و لبیائے از نکات، و خاتمہ در ایراد تشریحات اعضار انسان"

ضخامت ۱۶۰ صفحات اور ہر صفحہ میں ۱۳ سطریں، تقطیع اوسط، مجلد خام،

قصائد حافظ | کتاب کی ابتدا امولانا گلندام کے اس مشہور عالم دیباچہ سے ہوتی ہے جو کبھی مطبع نولکشور سے دیوان حافظ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے، اس کے بعد قصائد کا باب ہے، اس باب کے تحت میں سات قصائد ہیں، جنمیں سے چند تو مطبوعہ قصائد سے ملتے ہیں اور چند ایسے ہیں جو مطبوعہ نسخون میں کہیں نہیں ہین، تقریباً ۲۵۰ اشعار کا ایک نادر مجموعہ ہے، دیباچہ کے دس صفحے اور قصائد کے اٹھارہ صفحے ہیں، اور ہر صفحہ میں چودہ سطرین ہیں، دیباچہ کا صفحہ اول و آخر اور قصائد کا صفحۂ اول سرتاپا مذہب اور زر افشان ہے، مزید بران جواہراتی رنگ میں مختلف اقسام کے بیل بوٹے ان صفحات کی زیب و زینت کو بڑھا رہے ہیں، کاغذ نفیس کتابت نستعلیق کا اعلیٰ نمونہ ہے، تقطیع خورد آخری ورق کے گم ہو جانے کے سبب کاتب و سنہ کتابت کا کوئی پتہ نہیں ہے، مگر قدامت کا غذ اور شان کتابت سے ظاہر ہے،

حدیقۃ الحقیقۃ | حکیم سنائی کی فن تصوف میں منظوم تصنیف ہے، کتاب کی ابتدا اس دیباچہ سے ہوئی ہے جسکو خود حکیم موصوف نے سپرد قلم کیا تھا، دیباچہ کی ضخامت ۸ صفحہ ہے، یہ دیباچہ قدیم مطبوعہ نسخون مین بھی نظر آتا ہے، اس کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے، جو ۴۴۴ صفحات پر مشتمل ہے، اور ہر صفحہ میں رخ اور حاشیہ پر ۳۰ اشعار ہین، کاتب جمال الدین بن سید محمد الحسنی اور سنہ کتابت ۱۰۶۶ھ ہے، یہ ان مشاہیر کاتبان خوشنویس سے ہے جس کی کتابت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے، مقام اکبر آباد

میں بعہد ہمایوں شاہجہاں سنہ مذکور میں اسکی کتابت اختتام پذیر ہوئی، حدیقہ کے صفحہ اول پر چھ مہریں مختلف صورت میں ثبت ہیں، ایک میں خواقان ابن ناصر شیرازی مکتوب و منقوش ہے، اور دوسری مہریں مٹی ہوئی ہیں جو پڑھی نہیں جاتیں، کتابت و کاغذ بہت نفیس ہے اور صفحات طلائی جدول سے گھرے ہوئے ہیں،

کیمیائے سعادت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کے مطبوعہ نسخے آج ہر جگہ بکثرت دستیاب ہوتے ہیں، مگر یہ قطعی قلمی نسخہ قدامت اور صنعت کتابت کے لحاظ سے قابل قدر ہے، تاریخ کتابت ۲۶ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ ہے کاغذ نفیس چکنا، کتابت بہت اعلیٰ، ضخامت ۴۰۰ صفحات، اور ہر صفحہ پر ۱۶ سطریں، تقطیع اوسط"

رشحات عین الحیات صوفیائے کرام کے احوال میں یہ ایک مبسوط اور مستند کتاب ہے، ملا حسین واعظ کاشفی کے تصانیف میں ہے، کتاب اگرچہ مطبوعہ ہے باایں ہمہ پیش نظر قلمی نسخہ قابل قدر ہے، سنہ کتابت مظہر ہے کہ خود مصنف علام کے عہد میں ۹۰۹ھ میں اسکی کتابت عمل میں آئی ہے، کاغذ و کتابت عمدہ و اعلیٰ، ضخامت تقریباً ۲۰۰ صفحات اور ہر صفحہ پر پندرہ سطریں ہیں،

روضۃ الشہداء یہ واقعہ کربلا اور تذکرۂ شہادت میں اونھی واعظ کاشفی کے قلم سے ہے،

جلوس عالمگیری سینتالیسویں سال ۱۳ ذی الحجہ کو شاہزادہ اعظم کے صوبہ داری کے عہد میں بلدۂ جہانگیر کے محلہ شجاعت پورہ مسجد سلطان علی میں حیدر علی نامی کاتب کے قلم سے اسکی کتابت اختتام کو پہنچی، کاتب مذکور عالمگیری عہد کا مشہور کاتب ہے جس کو شاہی دربار سے بھی تعلق حاصل تھا، کتابت بخط نستعلیق اعلیٰ، کاغذ سفید نفیس اور دبیز ضخامت ۷۰۰ صفحہ اور ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں، تقطیع اوسط، جلد خام،

سکندر نامہ یہ حضرت نظامی گنجوی کی ان پانچ کتابوں میں سے ایک ہے جو پنج گنج نظامی کے نام سے مشہور ہیں، ظل اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی کے عہد میں جبکہ نواب نصرت آہنگ مہابت جنگ کی صوبہ بہار و بنگال پر عمل داری تھی، اس وقت میر حسن علی ولد سید محمد شاکر کاتب صوبہ دار مذکور نے تحریر فرمایا، کتابت عمدہ، کاغذ موٹا کھردرا ہے، ضخامت تقریباً ۴۰۰ صفحہ، تقطیع اوسط، غیر مجلد ہے،

مثنوی پدماوت بھاکھا زبان بھاکھا کی یہ ایک مشہور مثنوی ہے جس کو ملک محمد جائسی نے شیر شاہی عہد میں ۹۴۷ھ میں بزبان بھاکھا لکھا تھا، اس کے بعد جہانگیر کے عہد میں فارسی نظم میں اور ابو الحسن تاناشاہ کے زمانہ میں دکھنی زبان میں ترجمہ کی گئی،

تاریخ کتابت ۱۳ شوال ۱۳۳۵ھ ہے، کاتب منصور علی ہے، ضخامت تقریباً ۴۸۰ صفحات اور ہر صفحہ میں ۱۵ اشعار ہیں، کتابت و کاغذ دیدہ زیب تقطیع خورد ہے،

ذخیرہ سکندر ذو القرنین فلاسفۂ یونان میں سے کسی فلسفی شاید اسطیخوس کے قلم سے یہ کتاب ہے، جسکو سکندر ذو القرنین کے نام سے شرف انتساب حاصل ہے، یہ ذخیرہ معتصم باللہ خلیفۂ بغداد کے عہد ہمایوں میں تیسری صدی کے اوائل میں حاصل کیا گیا تھا، اس کے حالات کسی دوسرے موقع پر تفصیل سے پیش کئے جائیں گے،

دیوانِ بیدل

کا

نسخہ بے بدل،

از

جناب نواب صدر یار جنگ مولٰنا حبیب الرحمٰن خانصاحب شیروانی،

حبیب گنج کے مختصر سے کتابخانے میں میرزا بیدل مرحوم عظیم آبادی کا ایک قلمی دیوان بخط مصنف ہے، پہلی
کا عنوان ہے "المحررہ" - آخر نسخہ میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ "روز چہار شنبہ چہارم شوال سنہ یکہزار و نود و ہشت
در مقام نارنول بتحریر رسید ایں اشعار از دیوان قدیم و جدید بطریق اختصار نوشت تا برائے نسخہ برداشتن دوستاں
عذر کاہل قلمی نباشد والسلام"۔

جو ابہام اس عبارت میں کاتب کی شخصیت کے تعین کی بابت رہتا ہے وہ عبارتِ لوح سے رفع ہو جاتا
لوحِ دیوان پر لکھا ہے "بدستخط حضرت میرزا بیدل علیہ الرحمۃ فقیر انند رام مخلص از نظر میرزا صاحب گذرانیدہ
تہمتی بصحت رسیدہ" عبارت ہذا کے پہلو میں بڑی مدور مہر خوشخط ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں، "انند رام فدوی
محمد شاہ بادشاہ غازی"۔ دیوان کی تقطیع اوسط ہے، اوراق ۱۸۰، فی صفحہ سطر ۱۷، اُن میں سے ۱۶۸ ورق پر غزلیات
باقی پر رباعیات، جو ۵۱۱ تعداد میں ہیں، جملہ اشعار (اول و آخر صفحہ کی کمی اور عنوانوں کی منہائی دینے کے بعد) ۴۴۶
خط شفیعا رخفی پاکیزہ، جدول طلائی و لاجوردی، عنوان شنجرفی بین المصراعین و نولین خط طلائی، کاغذ گلابی

باریک کرم خوردہ آب رسیدہ،

جدید و قدیم کلام کے امتیاز کی کوئی علامت نہیں ہے، میرزا بیدل کا سنہ ولادت حاضر الوقت تذکروں میں
نظر سے نہیں گذرا، سنہ وفات ۱۱۳۳ھ میرزا صاحب شباب میں سرکار اعظم شاہی میں ملازم تھے، حسن کارگذاری سے ترقی
بھی پائی، شاہزادہ کی جانب سے قصیدہ پیش کرنے کی فرمایش ہوئی تو مداحی کو خلافِ وضع سمجھکر نوکری چھوڑ دی،
اس دیوان کی تحریر کا سال ۳۰ جلوس عالمگیری ہے، ملازمت اگر میرزا صاحب نے تیس برس کی عمر تک
کی ہوگی تو ۱۰ جلوس سے قبل کا زمانہ ہوگا، اس قیاس سے تحریر دیوان کا زمانہ میرزا صاحب کی عمر کے پچاس
اور ساٹھ برس کے درمیان ٹھہرتا ہے، تحریر دیوان کے بعد میرزا صاحب ۳۵ سال زندہ رہے، اس طرح قیاساً
عمر نوّے برس کی ہوئی،

لالہ انند رام مخلص میرزا بیدل کے معاصر ہیں، قمر الدین خان وزیر اعظم کے وکیل دربار محمد شاہی میں تھے
خزانہ عامرہ داغستانی معاصر تذکروں میں ان کا ذکر خیر ہے، سراج الدین علی خاں آرزو کے مربی تھے، وفات
۱۱۶۴ھ میں ہوئی،

تلخیص و تبصرہ

یہود اور موسیقی

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہی، کہ غیر مذہبی موسیقی کی ممانعت سقوطِ یروشلم کے ساتھ ہی وارد ہوئی، اور اس کے متعلق متن یہ پیش کیا جاتا ہی:۔ "اے اسرائیل قوموں کی طرح مارے خوشی کے مت پھول" (توراۃ، ہوسیع باب ۹ آیت ۱) لیکن واقعہ یہ ہے کہ آلاتِ موسیقی اور غیر مذہبی غنا کی ممانعت سقوطِ یروشلم سے بہت پہلے کی ہے، یسعیاہ، عموس اور عیسیٰ بن سیراخ نے اس سے قبل ہی "شراب عورت اور موسیقی" کی شدید مخالفت کی تھی، اس شدید مخالفت کی وجہ غالباً یہ تھی، کہ فنِ موسیقی سے متعلق بہت سے غیر ملکی رواج بنی اسرائیل کے ملک میں داخل ہو گئے تھے، چنانچہ جب یونانی موسیقی نے فلسطین میں بڑھنا شروع کیا تو یہود نے حقیقۃً اوسکو روکنا چاہا، معبد کی تباہی کے بعد یروشلم کا نالہ و بکا ہونے لگا، موسیقی کے معنی تھے مسرت اور یہود کے نزدیک برباد شدہ معبد کی موجودگی میں کسی مسرت کا امکان ہی نہ تھا، یہ اور وہ قدیم ممانعت "جو شراب، عورت اور موسیقی" سے متعلق چلی آتی تھی، دونوں نے ملکر غیر مذہبی غنا کو حرام قرار دیدیا،

اسلام کی آمد کے بعد موسیقی کی مخالفت کو اور تقویت پہنچی، اور ائمۂ اربعہؒ نے اس کے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا۔[1]

---

[1] معارف:۔ موسیقی سے مراد اگر گانا (غنا) ہے، تو متشدد علمائے احناف کے سوا اور کسی کے ہاں وہ ناجائز نہیں اور اگر اس سے مراد ساز اور باجے ہیں، تو گو بعض علمائے ظاہر اس کی حرمت کے قائل نہیں، مگر جمہور ائمہ و علماء اوسکو حرام کہتے ہیں، ابن حزم ظاہری کا مسلک یہ ہو کہ مذہبی موسیقی حرام ہے، اور غیر مذہبی مباح،

واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں علمائے یہود اور اکثر علمائے اسلام کی رایوں میں بہت کم فرق ہی، چنانچہ جس طرح یہود کے نزدیک لفظ زمری (بانسری بجانے والا) اوباش کے معنی میں استعمال کیا جانے لگا، اوسی طرح مسلمانوں میں لفظ زمارہ (بانسری بجانے والی عورت) فاحشہ کے ہم معنی ہو گیا،

تاہم جس طرح مسلمانوں میں موسیقی کی حرمت پر کامل طور سے عمل نہ ہو سکا، اوسی طرح یہود میں بھی اوسکی ممانعت کا اثر محدود ہی رہا، حجاز اور یمن کے یہود میں یہ حرمت تسلیم نہیں کی گئی، روم میں چوتھی صدی تک پیشہ ور یہودی گانے والے اکثر اور شاعر ملتے ہیں، سلطنت بابل اور دوسری جگہوں میں غیر مذہبی موسیقی کے عدمِ جواز کی مخالفت کی گئی، اور یہ مخالفت اتنی پر زور تھی کہ بالآخر اس مسئلہ میں ترمیم ہو کر رہی، اب جو ممانعت باقی رہ گئی وہ صرف اس قدر کہ آلاتِ موسیقی عام طور پر ممنوع قرار دئے گئے، اگرچہ تقریب پوریم (PURIM) اور شادی کے موقعوں پر اُن کے استعمال کی اجازت دیدی گئی، بعض یہود نے اس قانون سے بچنے کی یہ صورت نکالی کہ مسلمان اور عیسائی گانے والے رکھ لئے،

مشرق میں بارھویں صدی عیسوی تک یہود میں موسیقی کا پیشہ پایا جاتا تھا، اور عراق میں تو نوجوان و تعطیل کے دنوں میں موسیقی کے ساتھ زبور پڑھتے تھے: ان باتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ ان اطراف میں موسیقی کا اثر بہت کم رہ گیا تھا، مغرب میں علاوہ اسپین کے یہود نے موسیقی کو پیشہ کے طور پر اختیار کرنا پسند نہیں کیا، البتہ اسپین میں عرب سلاطین اور خلفاء کے دور میں یہود نے اسے پیشہ اور علم دونوں حیثیتوں سے ترقی دی، چنانچہ جب عیسائی اوس ملک کے مالک ہوئے تو اونھیں یہود کا عیسائی امرائے شان و شوکت میں بڑھا ہونا ناگوار ہوا، اور انھوں نے اس امر کی شکایت کی کہ یہود اپنے بچوں کو فنِ موسیقی میں دوسروں پر فوقیت لیجانے کی تعلیم دیتے ہیں، نویں صدی میں المنصور سے لیکر بارھویں صدی میں اسحٰق بن سمعان تک متعدد یہودی ہیں، جو فنِ موسیقی کے نہایت ممتاز ماہر شمار کئے جاتے ہیں، عالی نسب اشخاص بھی مثلاً یوسف بن افرائم جو الفانسو ہشتم، شاہ کاسٹائل کا خازن تھا، اس فن کے ماہر ہوتے تھے، بارھویں صدی سے چودھویں صدی تک اسپین کے عیسائی درباروں میں یہودی موسیقی داں پائے جاتے تھے،

جہان تک علم موسیقی کا تعلق ہے، یہ علم اسحاق بن سلیمان (متوفی ۹۳۲ء) کے وقت سے جو اسحٰق اسرائیلی کے نام سے زیادہ مشہور ہے، اعلیٰ تعلیم کے نصاب مین داخل تھا، اسحٰق کا قول تھا کہ موسیقی علوم ریاضی مین آخری اور بہترین علم ہے، بعض دوسرے اکابر یہود نے بھی علم موسیقی کی تحصیل فضل وکمال مین شمار کی ہے،

چند مصنفین کا خیال ہے کہ موسیٰ بن میمون جو قرون وسطیٰ کا مشہور یہودی فلسفی تھا، ہر قسم کی شاعری اور موسیقی کا سخت مخالف تھا، لیکن یہ خیال صحیح نہین، اور موسیٰ کے کسی قول یا تحریر سے اس کی تصدیق نہین ہوتی، برخلاف اس کے اوس نے بعض حالات مین معبد کے لئے موسیقی کی اجازت دی ہے، وہ خود شعر کہتا تھا، اور اوس کی طرف سے گانے کی مخالفت دراصل نفس شاعری کی مخالفت نہ تھی، بلکہ مضمون شعر کی مخالفت تھی،

غیر مذہبی موسیقی کی نسبت موسیٰ بن میمون کی رائے تھی کہ رواج عام نظر انداز نہین کیا جا سکتا، اور اوس نے اس خیال کا اظہار کیا کہ عقل قانونی صرف اکثریت اور رائے عامہ کی موافقت کرتی ہے، اسپین کے یہود کا ذکر اوپر آچکا ہے، مصر کی بھی تقریباً یہی کیفیت تھی، ایک ایسے فن کو جو متعین طور پر یہود کی مذہبی اور معاشی زندگی کا جزو بن گیا تھا، مذہباً حرام قرار دیدینا بے اثر رہتا، ان حالات مین جو ممکن تھا، وہ صرف اسی قدر کہ اسکو ایک متعین حد سے تجاوز نہ کرنے دیا جائے،

علاوہ برین موسیٰ پر متقدمین کا بھی کافی اثر تھا، جن یونانی مصنفین سے وہ عربی زبان کی وساطت سے واقف تھا، اُن مین اوس نے افلاطون اور ارسطو کو فن موسیقی کا مداح پایا، عرب مصنفین مین حنین بن اسحٰق (متوفی ۸۷۳ء) الفارابی (متوفی ۹۵۰ء) ابن سینا (متوفی ۱۰۳۷ء) الغزالی (متوفی ۱۱۱۱ء) اور ابن باجہ، (متوفی ۱۱۳۸ء) نے موسیقی کی عملی، نظری اور اخلاقی حیثیتون سے بحث کی تھی، ان دلائل کی موجودگی مین موسیٰ بن میمون موسیقی کی قدیم ممانعت کی مطلق تائید نہین کر سکتا تھا،

اسپین کے ایک دوسرے ممتاز یہودی ابن جبیرول (متوفی ۱۰۵۸ء) نے اس مشکل کو آسان کر دیا تھا، اوس نے اپنی اصلاح الاخلاق مین یہ لکھ دیا تھا، کہ مطلق نغمات کا سننا ممنوع نہین بلکہ اُن ناشایستہ باتون کا سننا ممنوع ہے جو ان

نغمات کے ساتھ کسی گیت مین شامل ہون، تاہم جیسا کہ اوس نے لکھا ہے، انسان کو اون مقامات سے واقف ہونا چاہئے، جہان گانے پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے، اور جہان مطلق گانا سننا ہی نامناسب ہے،

موسیٰ بن میمون کہتا ہے کہ جسطرح اعتدال سے انحراف کرنے سے جسم بیمار ہو جاتا ہے، اسی طرح روح بھی بیمار ہو جاتی ہے، اور جسطرح جسمانی طبیب انسان کے جسم کا علاج کرتا ہے، اُسی طرح روحانی طبیب انسان کی روح کا علاج کرتا ہے، چنانچہ بحیثیت ایک اخلاقی طبیب کے وہ حواسون کی اصلاح کیلئے حسب ذیل ہدایات پیش کرتا ہے:-

سامعہ:- ستار اور بانسری کا نغمہ سننا، باصرہ:- خوبصورت تصویرون کا دیکھنا، شامہ:- خوبصورت باغون مین چہل قدمی کرنا، لامسہ:- نفیس پوشاک پہننا، ذائقہ:- نہایت مزہ دار غذائین کھانا، وہ کہتا ہے کہ ان چیزون کو غیر اخلاقی یا غیر ضروری نہ سمجھنا چاہئے، اور قدیم ربیون کے خیالات اپنے دعویٰ کی دلیل مین پیش کرتا ہے،

اس باب مین موسیٰ بن میمون بعض مسلمان ارباب فکر سے متفق تھا، اُسکے وقت مین اس موضوع پر عربی کتابون کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا، ان مین سے بعض کتابون مثلاً ابن ابی الدنیا (متوفی ۸۹۴ء) کی ذم الملاہی مین موسیقی کی شدید مخالفت کیگئی تھی، دوسری کتابون مثلاً امام غزالی کی احیاء العلوم اور آپکے بھائی ابو الفتح مجد الدین کی بوارق الالماع مین اس فن کی موافقت مین معقول دلیلین دی گئی تھین، امام غزالی اور دوسرے مصنفین جنھون نے موسیقی کے جواز مین لکھا ہے یہ بھی لکھدیا ہے کہ حسب ذیل صورتون مین موسیقی ممنوع ہے:- (۱) اگر گانے یا بجانیوالی کوئی عورت ہو (۲) اگر آلۂ موسیقی پہلے سے ممنوع اور ناجائز ہو (۳) اگر گانے کا مضمون ناجائز ہو، (۴) اگر موسیقی کسی شخص کو ایک ایسے کام پر آمادہ کرے جو ممنوع ہو، (۵) اگر کوئی صرف فن کیلئے گانا سنے، اور تفریح مقصود نہ ہو،

حقیقۃً یہی چیز موسیٰ بن میمون کے ہان بھی ہے یعنی آلہ اور اس کے استعمال کے درمیان فرق و امتیاز کرنا، ذہن و دماغ کو تیز کرنے کی غرض سے علم ریاضی کی تحصیل مناسب خیال کرتا ہے لیکن اگر کوئی شخص ریاضی کی مدد سے حساب کتاب مین تغلب کرتا ہے جو ایک ممنوع فعل ہے، تو اس سے علم ریاضی ناجائز نہ ہو جائیگا، یہی صورت موسیقی کی ہے، اُسکے نزدیک مطلق فن موسیقی ناجائز نہین لیکن اصلی سوال یہ ہے کہ اس کا استعمال کیونکر کیا جاتا ہے،

(جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی)

"ع ز"

آبِ ثقیل

ابتک یہ امر ایک مسلمہ حقیقت سمجھا جاتا تھا کہ پانی ہر جگہ یکسان ہوتا ہے، اس کے مفروضہ مستقل خواص سے بعض نہایت معروف اور مفید آلے بنائے گئے ہین، مثلاً مئی تپش پیما (Centigrade Thermometer) جسکی بنیاد پانی کے نقطہ انجماد (Freezing Point) اور نقطہ جوش (Boiling Point) پر ہے، نیز پیمانہ کثافت (Density scale) جسمین تمام جوہری کثافت نوعی کا موازنہ پانی کے ساتھ کیا جاتا ہے،

لیکن اب پرنسٹن یونیورسٹی (امریکہ) نے ایک جدید قسم کا پانی دریافت کیا ہے، جسے اہل سائنس آب ثقیل (Heavy water) کہتے ہین، یونیورسٹی کے کیمیائی معمل مین پانی کا تجزیہ کرکے اُس کے عناصر علٰحدہ علٰحدہ کئے جاتے ہین، یہ عناصر ایک آبریز مین جہان ایک چھوٹا سا شعلہ روشن رہتا ہے، دوبارہ ملا دیئے جاتے ہین، پھر تجزیہ کے دوسرے درجہ مین جب یہ پانی لایا جاتا ہے، تو اوس سے ہر روز نصف انگشتی کی مقدار مین ایک شفاف اور طیران پذیر (Volatile) رقیق شے نکلتی ہے، جو محفوظ کر لی جاتی ہے، یہ رقیق شے پانی کی مثل معلوم ہوتی ہے، اور بعض فرق کے ساتھ یہ پانی ہوتی بھی ہے، البتہ برخلاف معمولی پانی کے اس کے سالمون (Molecules) کا (۹۹) فی صدی حصہ آکسیجن اور اوس وزنی ہائیڈروجن پر مشتمل ہوتا ہے، جو حال مین دریافت کیا گیا ہے،

پرنسٹن یونیورسٹی کی یہ مشین سب سے پہلی مشین ہے، جو "آب ثقیل" حاصل کرنے کیلئے وضع کیگئی ہے، اسمین ہر روز ایک کیبی سنتی میٹر (Cubic Centimetre) آب ثقیل سات گیلن معمولی پانی سے نکالا جاتا ہے، بارش کے پانی کے پانچ ہزار حصون مین صرف ایک حصہ آب ثقیل کا ہوتا ہے، چونکہ دوران تجزیہ مین آب ثقیل بہت کچھ ضائع ہوجاتا ہے، اس لئے بارہ[۱۲۰۰] سو گیلن معمولی پانی سے یہ صرف تین اونس کی مقدار مین

نکلتا ہے، باوجود ان دشواریون کے جو اس کے حاصل کرنے مین ہوتی ہین، پروفیسر ہوٹیلر (Hughtay) صدر شعبہ کیمیا پرنسٹن یونیورسٹی، کی تجویز ہے کہ آب ثقیل کی مقدار تقریباً ایک انگشتی روز حاصل کیجائے، کیونکہ دوسرے ماہرین سائنس اس کے نمونہ کی فرمایش کثرت سے کرتے رہتے ہین،

کیمیائی حیثیت سے پانی کی ترکیب آسان ہے، آکسیجن کا ایک جوہر (atom) اور ہائیڈروجن کے دو، لیکن جدید تحقیق نے یہ معلوم کیا ہے کہ آکسیجن بھی تین قسم کے ہوتے ہین جن کا جوہری وزن (Atomic weight) (۱۶) (۱۷) (۱۸) ہوتا ہے، اور ہائڈروجن بھی دو قسم کے ہوتے ہین جن کا جوہری وزن (۱) اور (۲) ہوتا ہے، اس تحقیق کی رو سے پانی کا بجائے ایک کے نو قسم کا ہونا ممکن ہوجاتا ہے، اور غالباً اُن مین سے ہر ایک کا نقطہ انجماد و نقطہ جوش اور کثافت نوعی جدا جدا اور ہر ایک کی کیمیائی حیواناتی، اور طبیعیاتی ماہیتین علٰحدہ علٰحدہ ہوتی ہین،

پروفیسر لیوس (Lewis) کیلیفورنیا یونیورسٹی نے بھی آب ثقیل کو اپنے مخصوص طریقہ پر نکال کر یہ تجربہ کیا ہے کہ اوس کا نقطہ انجماد معمولی پانی کی بہ نسبت (۳٫۸) درجہ سنٹی گریڈ زیادہ ہوتا ہے، اور نقطہ جوش (۱٫۴۲) درجہ زیادہ حیواناتی نقطۂ نظر سے یہ امر کافی اہم ہے کہ اکین روانات (ions) معمولی پانی کے مقابلہ مین کم سیلان پذیر ہوتے ہین، اور نمک بھی نسبتہً زیادہ دیر مین گلتا ہے، پروفیسر لیوس کی رائے ہے، کہ آب ثقیل سے زندگی کی بقا ممکن نہین اور اونھون نے اسکو تجربہ سے اسطرح ثابت کیا ہے کہ تمباکو کے بیج اسمین اگ نہین سکے،

اس سے زیادہ اہم پروفیسر سونگل (Swingle) پرنسٹن یونیورسٹی کے حیواناتی تجربے ہین، جنھون نے حال مین یہ ثابت کرکے دکھایا ہے کہ صاف پانی مین رہنے والے چھوٹے چھوٹے جانورون کیلئے آب ثقیل مہلک ہے

سائنس کے حلقون مین آب ثقیل کی مانگ اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ ایک گرام کی قیمت ڈیڑھ سو ڈالر (قریب پانچسو روپیہ) طلب کیجاتی ہے، اس حساب سے چائے کے ایک چمچہ آب ثقیل کا دام چھ سو ڈالر ہوگا،

(لٹریری ڈائجسٹ) "ع ز"

کلیسائے امریکہ و مسائل اقتصادی کا حل.

امریکہ کی کیتھولک انجمن فلاح ملی (National Catholic welfare Conference

حال مین اپنے نیویارک کے اجلاس مین جسکی شرکت کیلئے تمام اطراف ملک سے کئی ہزار مندوبین جمع ہوئے تھے، ایک
جدید معاشی نظام پیش کیا ہے، جو مذہب عیسوی کے احکام کے ماتحت ہو، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سامان معیشت
افراد قوم کیلئے کافی مقدار مین ہونا چاہئے، یہ منشور (CHARTER) ماضی کے تمام اصول غیر مداخلت
(LAISSEZ FAIRE) کو درہم برہم کرکے مساوات مواقع کو پیش کرتا ہو، اور قوت و عظمت کے
مقابلہ کے بجائے خدمت اور باہمی امداد کی روح پیدا کرنا چاہتا ہے،

صدر انجمن نے چار ہزار مندوبین اور مہمانون کو مخاطب کرکے فرمایا :- "جہان تک مردون اور عور
کی حیات انفرادی کا تعلق ہو، انسانیت تعلیمات مسیح پر عمل پیرا ہونے کی جانب قدم بڑھا رہی ہو" موصوف کا
خیال ہے کہ معاشی ترقی کی بنا مذہبی اصولون پر ہونی چاہئے، "دوسرے ملکون کے اُن اشخاص نے جنھو
نے قانون کے ذریعہ سے اوس حق کو ضائع کرنا چاہا ہے جو نسل انسانی کو خدا پر عقیدہ رکھنے اور اوس عقی
پر عمل کرنے سے متعلق حاصل ہے ہمیشہ جلد یا بدیر یہ دیکھا ہے کہ وہ نسل انسانی کی ایک خلقی، لازمی، او
غیر فانی خصوصیت بلکہ ضرورت پر ضرب لگا رہے ہین، ایک ایسی خصوصیت اور ضرورت جو ہر صدی مین مست
ترقی کیلئے ناگزیر ثابت ہوئی ہے، یعنی مذہب"

کارڈینل ہیز نے اپنی تقریر مین کہا :- "ضرورت ہے کہ ہمارا معاشی نظام ایک دوسری بنیاد پر قا
کیا جائے، انصاف کا تقاضا ہے کہ دولت کی تقسیم زیادہ حق و معقولیت کے ساتھ کی جائے، اور نہ صرف صن
و حرفت بلکہ اون کے گھرون مین بھی عوام کو ملکیت حاصل کرنے کا زیادہ موقع دیا جائے، ہمارے تن
و تندرست شہریون کو اجرت خاندانی ([illegible] wage) کام کرنے کے معقول او

کام کرنے کے محفوظ حالات، اور مستقل کام کی طرف سے مطمئن ہونا چاہئے، متدین اور اپنی عزت آپ کرنے
والے خاندانون کو اس قابل ہونا چاہئے، کہ آرام دہ مکانات مین رہ سکین، اور صحت بخش تفریح اور تعلیم کے
معقول و مناسب مواقع حاصل کر سکین، جو لوگ قوت اور اس دنیا کی متاع کے مالک ہین، اونھین
چاہئے کہ اپنے پڑوسیون کو بھی حقیقۃً اوسی طرح محبوب رکھین، جس طرح اپنی ذات کو محبوب رکھتے ہین"

اس منشور مین درج ہے کہ مسیحی خیرات اور لطف و کرم کا تقاضا محض انسانی تکلیف اور ضرورت
کو رفع کر دینے سے پورا نہین ہو سکتا، اس کا مستقل مقصد یہ ہونا چاہئے، کہ لوگون کو خود اون کی ذاتی
کوشش سے اون چیزون کے حاصل کرنے کا موقع دیا جائے جو اون کی بہبودی کے لئے ضروری ہین؛
وہ تمام اشخاص جو قابل اطمینان کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہین ایسی اجرت کے مستحق ہین جس سے
فاقہ کشی کا خطرہ باقی نہ رہے، وہ ایک معقول جائے قیام کا حق رکھتے ہین، اونھین بے روزگاری،
اتفاقی حوادث، علالت اور کہولت سن کی افتادون سے محفوظ رکھے جانے کا حق بھی حاصل ہو"

کلیسائے امریکہ کی مندرجہ بالا تحریک جو لٹریری ڈائجسٹ مین شائع ہوئی ہے، بلاشبہ لائق تحسین
اور قابل ستایش ہے، مغرب اس تحریک کا ایک مدت سے محتاج تھا، اور اگرچہ اسلام ساڑھے تیرہ سو برس سے
اسی اصول مساوات کو تمام دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے، تاہم بغض و عناد کے جذبات قدیمہ نے اوس کو
آج تک اس تعلیم اسلامی پر عمل پیرا ہونے سے روک رکھا ہے، اب اپنے ہی ہم مذہبون نے اس سبق کو
دہرایا ہے، دیکھنا یہ ہے، کہ حق پسندی کا جذبہ کس حد تک تہذیب جدید اور زر پرستی کے غلبہ سے محفوظ
رہ سکتا ہے،

"ع ز"

خلفائے راشدین

سیر الصحابہ کا حصہ اول، یہ چارون خلفاء کے ذاتی حالات فضائل اور مذہبی و سیاسی کارنامون اور فتوحات
کا آئینہ ہے، حجم ۴۰۷ صفحے، قیمت [illegible]

اخبار علمیہ

تفتیشِ جرائم مین سائنس کی مدد،

سائنس کی ترقی سے جہان اور بے شمار فوائد ہین، وہان ایک خاص فائدہ یہ ہو کہ جرائم کی تفتیش مین اس سے بڑی مدد مل رہی ہو، اور اگرچہ بعض قاتل قانون کی گرفت سے بچنے کیلئے خود بھی سائنس کی واقفیت سے فائدہ اوٹھانے کی کوشش کرتے ہین، اور اپنے جرائم کی تکمیل ایسے طریقون سے عمل مین لاتے ہین جن سے اون پر شبہہ نہ کیا جاسکے، [illegible] اُن کی تدبیرین علمائے سائنس کی موشگافیون سے درہم برہم ہو رہی ہین، چنانچہ نیویارک کے ایک ہسپتال (Bellevue Hospital) مین ڈاکٹر جٹلر (Dr Geller) نے ۱۹۱۸ء مین تفتیشِ جرائم کا مستقل شعبہ قائم کیا تھا، جو پندرہ سال سے برابر مقتولین کے اسبابِ موت کی تحقیق کر رہا ہو، ڈاکٹر موصوف نیویارک کے ماہر سمیات ہین، اور اس حیثیت سے تمام ملک مین شہرت رکھتے ہین، اُن کی عمر صرف ۴۹ سال ہے، لیکن وہ اب تک تیس ہزار لاشون کا تجزیہ کرکے اسبابِ موت کو متعین کر چکے ہین، اس سلسلہ مین بعض نہایت اہم انکشافات ہوئے ہین نیز کیمیائی تجزیہ کے بہت سے جدید طریقے معلوم کئے گئے ہین جن سے موت کی نوعیت کی تحقیق مین دشواریان کم ہو جاتی ہین تفتیشِ جرائم کا قدیم طریقہ جو تمام تر قیاسات پر مبنی تھا، ان سائنٹفک تحقیقات کے مقابلہ مین نہایت ناقص نظر آتا ہے، چنانچہ اس امر کی مثال دینے کیلئے کہ قدیم طریقۂ تفتیش مین قتل کا چھپانا کسقدر آسان تھا، ڈاکٹر جٹلر نے حال کے ایک واقعہ کا ذکر کیا، ایک شخص صبح چھ بجے اپنے کام پر گیا، ایک گھنٹہ کے بعد اوس کا ایک نوسال کا لڑکا اپنی ماں کے کمرہ مین گیا، اور اوس نے دیکھا کہ کمرہ گیس سے بھرا ہوا ہے، جو گیس کے ٹوٹے ہوئے برتن سے نکل رہی ہو، اور

اپنی مان کے بستر کے پاس گیا، اور اوس کو جگانا چاہا، لیکن وہ مردہ تھی، پڑوسیون نے پولیس کو اطلاع دی اور پولیس نے ڈاکٹر کو بلایا، ڈاکٹر نے لاش کا کیمیائی تجزیہ کرنے کے بعد یہ معلوم کیا کہ گیس کا کوئی اثر متوفیہ کے خون مین نہین پایا جاتا جس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا تھا، کہ موت گیس سے نہین واقع ہوئی، جیسا کہ شبہہ کیا جاتا تھا، طبی امتحان نے یہ ظاہر کر دیا کہ عورت کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا ہو، اسکی گردن کی پشت پر انگلیون کے نشانات بھی پائے گئے، گیس کا برتن بھی اس لئے توڑ دیا گیا تھا کہ تفتیش کرنے والون کو دھوکا ہو جائے، اور وہ گیس ہی کو سبب موت قرار دین اور اس کے برتن کا ٹوٹنا ایک اتفاقی حادثہ خیال کرین، شوہر پر مقدمہ قائم کیا گیا اور اوسکو سزا ہوئی،

بڑا دن

۲۵ دسمبر تمام عیسائی دنیا کے لئے جشن ومسرت کا روز ہوتا ہو اور یہ دن حضرت عیسیٰ کا یوم ولادت خیال کیا جاتا ہو لیکن اسٹیٹسمین (۲۴ دسمبر ۱۹۳۲ء) کے ایک مضمون نگار کی رای ہے کہ یوم ولادت کی یہ تعین صحیح نہین اور وہ اپنے دعوی کی دلیل مین انجیل کی یہ روایت پیش کرتا ہو کہ اوس رات کو گڈریے پہاڑون کے دامن مین اپنے گلون کی نگہبانی کر رہے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت فروری اور اپریل کے درمیان موسم بہار مین ہوئی، پھر آخر ۲۵ دسمبر کو کس تقریب کی خوشی منائی جاتی ہو؟ اس کے جواب مین مضمون نگار قدیم رومن سوسائٹی کا حسب ذیل رواج بیان کرتا ہو:۔

ساٹرنالیا (Saturnalia) کا تہوار جو دسمبر مین منایا جاتا تھا، اہل رومہ کا ایک ایک بہت بڑا تہوار تھا، مہینون قبل سے مہمان نوازی اور دعوتون کے سامان ہوتے تھے اس ایک شب کو قدیم رواج کے مطابق معاشی نظام بالکل الٹ جاتا تھا، اور آقا اور غلام مساویانہ طور پر اس جشن مین شریک ہوتے تھے، اتنا ہی نہین بلکہ جشن کے سلسلہ مین ایک کھیل بھی کھیلا جاتا تھا جسمین کوئی ایک غلام آقا بن جاتا تھا، اور جو در اصل آقا تھے، اونھین اوس کی اطاعت کرنی ہوتی، اور اُس غلام کے فیصلہ کے مطابق جرمانہ ادا کرنا پڑتا، رومہ کی آبادی کا بڑا حصہ غلامون پر مشتمل تھا، اور مسیحیت کی تبلیغ واشاعت۔ اول اول انھی

غلاموں مین ہوئی، چونکہ سال مین صرف ایک ہی روز اون کے عیش و مسرت کا روز ہوتا اس لئے وہ ۲۵ دسمبر کے تہوار کو اپنے نجات دہندہ کی توصیف و شکرگذاری اور اوس کی ولادت کی تقریب مین جشن منانے مین صرف کرتے تھے، اسطرح رفتہ رفتہ یہ تاریخ حضرت عیسیٰؑ کی تاریخ ولادت خیال کی جانے لگی،

مختصر بائبل

کسی مقدس صحیفہ مین اس قدر تحریف نہین ہوئی جسقدر توراۃ اور انجیل مین ہوتی آئی ہے، تقریباً دو سال ہوے امریکہ کے اکابر کلیسا نے بائبل کا ایک جدید ترجمہ تیار کیا تھا جسمین زبان کو زیادہ آسان اور زیادہ عام فہم بنانے کی کوشش کی تھی، اب اسی امریکہ نے ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے اور بائبل مین دل کھول کر کاٹ چھانٹ کرنے کے بعد اوس کا ایک مختصر اڈیشن شائع کیا ہے تاکہ زمانہ موجودہ کے ناظرین بھی جن کو فرصت کم رہتی ہے اس کا مطالعہ کر سکین، چنانچہ مروجہ بائبل جو دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے شکاگو یونیورسٹی کے دو پروفیسرون گوڈاسپیڈ (Goodspeed) اور پاورس اسمتھ (Powers-Smith) کے تصرفات کے بعد صرف (۵۴۶) صفحات مین ختم کردی گئی ہے، اس اڈیشن مین مضامین کے اختصار کے علاوہ ابواب کی ترتیب بھی بالکل بدل دی گئی ہے، پروفیسر گوڈاسپیڈ نے اس قطع و برید کی یہ تاویل کی ہے، "مکمل بائبل اس قدر ضخیم پریشان کن اور مغلق ہے کہ اکثر ناظرین اس سے خائف ہوجاتے ہین، اس مختصر اڈیشن مین بائبل کے اہم ترین انتخابات درج کرکے اور ہر کتاب کے ساتھ ایک مختصر دیباچہ شامل کرکے اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے والون کیلئے مکمل بائبل کا مطالعہ آسان ہوجائے"۔

بجلی سے علاج کا قدیم طریقہ،

ڈاکٹر لیو پاریسو (Leo Pariseau) نے شکاگو مین امریکن کانگریس آف ریڈیالوجی کے سامنے حال مین بیان کیا ہے کہ تیسری صدی قبل مسیح مین بھی امراض کا علاج بجلی کے ذریعہ سے کیا جاتا تھا، موصوف نے ایک سو قدیم کتابون کے حوالون سے اس طریق علاج کی تاریخ ابتداء سے لیکر آج تک کی بیان کی اور بتایا کہ

بجلی کے استعمال کا یہ طریقہ اول اول ارسطو کی کتاب (DENATURA) مین ملتا ہے، اوسوقت یہ بجلی ایک خاص قسم کی مچھلی سے حاصل کیجاتی تھی جسکے زندہ جسم مین درد رفع کرنیکی خاصیت ہوتی، ارسطو سے لیکر سولھوین صدی تک مختلف مصنفین نے اس مچھلی کا ذکر کیا ہے اور اوسکو الکٹرک رے[1] "برقی شعاع" کے نام سے موسوم کیا ہے لیکن خود الکٹریسٹی (ELECTRICITY) کا لفظ الزابتھ ملکۂ انگلستان کے وقت تک مستعمل نہین تھا، اس کا اختراع کرنے والا ملکہ کا طبیب ولیم گلبرٹ تھا،

سب سے چھوٹی کتاب

وورسسٹر (امریکہ) مین رباعیات عمر خیام کا ایک عمدہ درجہ دلچسپ انتخاب تیار کیا گیا ہے، اس کتاب مین (۲۶) صفحے اور رباعیات کے (۴۶) اشعار ہین، اس کا سائز ڈاک کے ایک ٹکٹ کا نصف ہے، جلد چرمی اور وزن ایک کیرٹ کا ثلث (ایک گرین سے کچھ ہی زیادہ) ہے، اس کو پڑھنے کیلئے خوردبین کی ضرورت ہوتی ہے، اسکی تیاری مین سات سال صرف ہوئے ہین،

ایک جدید قسم کا نہ ٹوٹنے والا شیشہ

ابتک جو نہ ٹوٹنے والا شیشہ رائج تھا، اسمین دراصل شیشہ کی دو تپلی تپلی چادرین ہوتی تھین اور ان دونون کے درمیان ایک بہت باریک چادر سیلولائڈ (CELLULOID) یا اسی قسم کی کسی چیز کی ہوتی تھی، یہ سب ایک شفاف مسالہ سے جوڑ دیئے جاتے تھے لیکن اب اس قسم کا شیشہ بنانے کا ایک نیا طریقہ معلوم کیا گیا ہے جسکی تیاری مین پہلے کی بہ نسبت مصارف بھی تقریباً نصف ہوتے ہین، اور پرانے شیشہ کی طرح چادرون کے علحدہ ہوجانیکا خطرہ بھی نہین رہتا اور نہ اون کے رنگ مین کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے، اسمین شیشہ کی صرف ایک چادر ہوتی ہے جسکو ایک خاص ترکیب سے گرم اور ٹھنڈا کرکے ٹوٹنے سے محفوظ کرلیتے ہین شیشہ کی چادر پہلے آتش دان مین لٹکا کر خوب گرم کرتے ہین اور جب وہ پگھلنے کے قریب ہوجاتی ہے، تو نکال کر ایک مشین مین ٹھنڈا کرلیتے ہین، اس سے شیشہ کی دونون سطح درجہ حد سخت ہوجاتی ہے، اور پھر ٹوٹنے کا اندیشہ باقی نہین رہتا،

"ع ز"

[1] معارف:۔ اہل عرب اس مچھلی کو رعاد (بجلی والا) کہتے ہین، اور مصنفین عرب نے اسکے خواص لکھے ہین،

ادبیات

کلامِ طاہر

از جنغی الدولہ حسام الملک شمس العلما نواب سید محمد علی حسن خان لکھنؤ،

محفلِ ناز ہوئی بزمِ عزا میرے بعد — حُسن اور عشق مین ہے حشر بپا میرے بعد

رنگِ رُخ بن کے اُڑا رنگِ حنا میرے بعد — ہاتھ ملتے ہی رہے اہلِ جفا میرے بعد

ساقیِ میکدۂ ناز ہوا رنگِ دگر — بطِ مے پھر نہ ہوئی بال کشا میرے بعد

جذبۂ عشق پہ موقوف ہے ہنگامۂ حسن — اب کہان گرمیِ اندازِ و ادا میرے بعد

در بدر پھرتے ہین اربابِ محبت مضطر — مل گئی خاک مین ناموسِ وفا میرے بعد

نالہ و گریہ و بیتابی و سرگرمیِ شوق — ہمنشین سب ہوئے اک سے جدا میرے بعد

تھا یہی گھر کبھی آرامگہِ عشق و جنون — در و دیوار سے آتی ہے صدا میرے بعد

رہ گئے اہلِ غرض کوئی کسی کا نہ رہا — ہو گیا رنگِ زمانہ کا نیا میرے بعد

آکے اس راہ مین سب خاک اڑاتے ہی رہے — منزلِ عشق مین خالی رہی جا میرے بعد

حُسن دیدار طلب جوہرِ بینش نایاب — جلوہ خود اس کا ہے اپنے سے خفا میرے بعد

توبہ کرتے ہی بنی اون کو جفا سے طاہر
ہوئی مقبول مگر میری دعا میرے بعد

داستانِ زندگی

از جناب دلؔ شاہجہانپوری

ہو چکا ناکامیِ دل تک بیانِ زندگی — عشق نے اب کی مکمل داستانِ زندگی

گوشِ عبرت ہو تو سُن تو داستانِ زندگی — اب تو میرا ہر نفس ہے نوحہ خوانِ زندگی؛

اے حواس و ہوش رخصت آگیا وہ وقت اب — خود فراموشی کہے گی داستانِ زندگی

بحرِ ہستی مین یہ دیکھا سعیِ ساحل کا مآل — مٹ گیا موجِ حوادث سے نشانِ زندگی

شکوہ سنجِ ہستیِ بے کیف ہے میرا وجود — اک نظر مجھ پر بھی اے آلودگانِ زندگی؛

آج یون رخصت ہوئی دنیا سے روحِ منتظر — آخری دو ہچکیان تھین نوحہ خوانِ زندگی؛

ایک آہِ سرد مین مضمر ہین لاکھون واقعات — مختصر یون کر رہا ہون داستانِ زندگی

کیا حقیقت ہے ہماری یہ رہی برسون تلاش — گم ہوا اس آرزو مین کاروانِ زندگی

عشق کی فطرت بدل دی اس دلِ بے صبر نے — اب تو ہر نالہ ہے جزوِ داستانِ زندگی،

خاک ہو کر بھی دلِ پامال ہے صرفِ نگاہ — دیکھیے کب ختم ہوگا امتحانِ زندگی،

درحقیقت عاشقون کی موت ہے تسکینِ دل — کہہ گیا اک چارہ فرما رازدانِ زندگی،

مٹنے والون کی ہے خاکِ قبر روداد خموش — کہہ رہے ہین یہ ابھی تک داستانِ زندگی،

ہو چکی برباد، گواہِ شمع پروانون کی خاک — ذرہ ذرہ مین ہے پنہان اک جہانِ زندگی،

حشر بھی شامل ہے اے دلؔ واقعاتِ عشق مین
آپ کہیے گا کہان تک داستانِ زندگی

تابشِ سہیل

از

جناب اقبال احمد صاحب سہیل ایم اے (علیگ) ایڈوکیٹ اعظم گڈھ،

زبان پہ یہ پیام ہے ہر ایک موجِ آب کی
حیات جس کا نام ہو وہ خوہو اضطراب کی

تجلیان سراب کی تغلیان حباب کی
عبارتین ہین مختلف فسانۂ شباب کی

گرہ کھلی نقاب کی وہ ضد گئی حجاب کی
بلائین لے رہا ہو دل نگاہِ کامیاب کی

یہ صبح نوبہار کی یہ شام ماہتاب کی
شبیہ ہے کھنچی ہوئی تبسمِ شباب کی

صبا سے کہہ رہی تھی کل یہ پنکھڑی گلاب کی
لٹی ہوئی بہار ہون مٹی ہوئی شباب کی

وہ آئے بھی تو حد پہ تو یہ شان ہے خطاب کی
ہم آئین اور کھلے نہ آنکھ حد ہے ذوقِ خواب کی

سیاہ مستیان نہ پوچھ عالمِ شباب کی
کہ جو لہو کی بوند تھی وہ موج تھی شراب کی

اک التفاتِ حسن کی ادائے خاص یہ بھی ہو
تغلیان سُنے کوئی کشمکش عتاب کی

جھلک ہی حسنِ یار کی مرے سرشکِ شوق مین
کہ شبنمی نقاب مین کرن ہو آفتاب کی

وہ حسن جلوہ ریز ہے تو دل بھی موج خیز ہے
یہ جزر و مد بحر مین کشش ہو ماہتاب کی

تڑپ کے برق چھپ گئی بھڑک کے شمع بجھ گئی
بلائین موت نے حدین سکون و اضطراب کی

ادھر ہے جنون پہ بل ادھر تبسم آنکھ مین
عجیب کشمکش سی ہے عنایت و عتاب کی

سُنی غزل سہیل کی تو بول اٹھے یہ جوہری
یہ نظم ہے کہ اک لڑی لائی خوش آب کی

بابُ التقریظ والانتقاد

اردو کے نئے رسالے اور اخبار

اس ششماہی مین ہمین اردو کے حسب ذیل نئے رسالے اور اخبار تبصرہ کیلئے موصول ہوئے،

سائنس اورنگ آباد دکن (سہ ماہی) مرتبہ جناب محمد نصیر احمد صاحب عثمانی ام اے، بی ایس سی علم طبیعات کلیہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن ناشر انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن حجم ۱۳۲ صفحے، ہر پرچہ لکھائی چھپائی ٹائپ کی، قیمت سالانہ ﷲ،

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد، دکن کی جانب سے چند سال سے ایک علمی اور سائنٹفک رسالہ "سائنس" کے نام سے جاری ہے، اس کا ۲۲ وان نمبر بابت ماہ جولائی ۱۹۳۳ء ہمین پہلی مرتبہ تبصرہ کیلئے موصول ہوا ہے، اس کا مقصد اردو دان طبقہ کو سائنس کے علوم اور مغربی دنیا کی نئی سائنٹفک تحقیقاتون سے روشناس کرنا اور اون کا ذوق پیدا کرنا ہے، رسالہ کی تقسیم "مقالات" "دلچسپ اقتباسات" "دلچسپ معلومات" اور "تبصرے" کے عنوانون مین ہو، مقالات مین دو مضامین "فن دباغت" "تخلیق انسان" مسلسل کئی نمبرون سے نکل رہے ہین، اسی طرح اس حصہ مین مختلف علمی مضامین "ایوگیڈرو" "پٹرولیم گرفت پر برقی حیثیت سے نظر" اور "علم کیمیا کا انقلابی دور اور آکسیجن کا انکشاف" کے عنوانون سے ہین جنمین جدید سائنس کے مسائل و مباحث درج ہین، انہی کے پہلو مین عربی و اسلامی سائنس کے علوم کی ترجمانی کیلئے ایک مقالہ "ابوالوفا بوزجانی الحاسب" پر ہے، جو رسالہ المقتطف مصر کے ایک مقالہ کا ترجمہ ہے جس مین اوس نے فن ریاضیات کے کمالات، اور اون سے یورپ کے استفادہ کو بیان کیا گیا ہے، یہ رسالہ معنوی

دھوری دونوں حیثیتوں سے قابلِ قدر ہے اور اس لائق ہو کہ مستقل زندگی رکھکر اردو زبان کی خدمت انجام دے،

خیابان لکھنؤ (ماہانہ) مدیر جناب شہنشاہ حسین رضوی ایم اے، ایڈوکیٹ و جناب سید محمد حسن خان احسن طباطبائی، بی اے، حجم ۸۰ صفحے قیمت سالانہ صر پتہ:- دفتر خیابان، وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ،

لکھنؤ سے کسی اچھے ادبی رسالہ کے نکالنے کا خیال وہان کے اربابِ ادب کے طبقہ مین مدت سے رہا ہے، اور وقتاً فوقتاً بعض معیاری رسالے نکلے بھی، مگر وہ اپنی زندگی کے دن پورے کرکے ختم ہو گئے، اب تقریباً اوسی حلقہ سے ایک نیا رسالہ "خیابان" جاری ہوا ہو، جس کے شاید چند نمبر کچھ دنون پہلے بھی نکل چکے تھے، اس رسالہ کا مقصد لکھنؤ کی ادبی خدمات کی روایات قائم رکھکر علم و ادب کی خدمت کرنا ہے، اس کا پہلا نمبر اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء مین شائع ہوا ہے، مضامین سنجیدہ اور علمی و ادبی ہین، پہلے مقالہ مین جلال مرحوم لکھنوی کے پانچوین غیر مطبوعہ دیوان کے اقتباسات پیش کئے گئے ہین، "درگا پوجا کے مناظر ایک صدی قبل" کے عنوان سے نواب زادہ محمد عبد العلی ایم اے، آئی، ایس، ایل، محافظ دستاویزات تاریخی حکومتِ ہند کلکتہ نے گذشتہ صدی کے ہندوستان کے مختلف فارسی اخبارون سے درگا پوجا کی تقریب کے حالات کے اقتباسات یکجا دکھائے ہین جس سے عہد اکبر ثانی والیان اودھ و جے پور اور دربار سندھیا و رنجیت سنگھ مین دسہرہ منائے جانیکے مناظر نظر آتے ہین، پروفیسر مہیش پرشاد کا ایک مقالہ راماین کے فارسی تراجم پر ہے، مگر یاد آتا ہے، کہ یہ اس سے پہلے رسالہ زمانہ کانپور مین بھی چھپ چکا ہے، اسی طرح شعر و شاعری پر بعض مضامین تنقیدی ہین، اور بعض تاریخی و سیاسی بھی ہین،

فطرت راجگیر پٹنہ (ماہانہ) مدیر جناب ضیا رشیدی بی اے و منظور عالم صاحب حاجی حجم ۴۸ صفحے لکھائی چھپائی اچھی، قیمت سالانہ عہ پتہ:- دفتر فطرت، راجگیر پٹنہ،

صوبہ بہار کی سرزمین اردو صحافت کیلئے زمین شور سمجھی جاتی تھی، لیکن ادھر چند سال سے وہان ایک نئی صحافتی زندگی پیدا ہو چلی ہو جسمین ہمارے دوست مولوی سید منظر علی صاحب ندوی، برقی پریس بانکی پور پٹنہ کی پانزدہ سالہ مساعی لائقِ ستائش ہین کہ اون کی جرأت آفرینی اور تگ و دو سے اس وقت مختلف پرچے اس صوبہ سے نکل رہے ہین اور ان

سب کو محض وہ اپنی تنہا جد و جہد سے صحیح وقت پر اپنے مطبع سے چھاپ کر دیدیتے ہین، چنانچہ اس وقت صوبہ کے مختلف مقامات کے پرچے ندیم گیا، فطرت راجگیر پٹنہ، مساوات پھلواری پٹنہ اور ہفتہ وار مسلم بانکی پور پٹنہ اسی پریس مین چھپتے ہین، اور وقت پر شائع ہوتے ہین، اور معلوم ہوا کہ بعض نئے رسالون کے ڈیکلریشن بھی داخل ہو چکے ہین،

رسالہ فطرت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء سے جاری ہے، رسالہ کا مقصد صوبہ بہار مین علمی و ادبی خدمت انجام دینا ہے، چند پرچے نظر سے گذرے، مضامین اپنے معیار اور ترتیب کے لحاظ سے قابلِ تعریف اور امید افزا ہین، "بہار کے تاریخی مقامات" پر جو مضمون لکھا گیا ہے، وہ قابلِ قدر ہے، رسالہ کے ادبی مضامین بھی اچھے خاصے ہین، امید ہے کہ یہ رسالہ صوبہ بہار کے نوجوانون مین ذوقِ ادب پیدا کرنے مین کامیاب ہوگا، خدا کرے زندگی پائے،

لالۂ صحرا انجر پور ریاست بھاولپور (سہ ماہی) ادارہ جناب روش صدیقی و جناب سید مبارک شاہ جیلانی، حجم ۱۳۰ صفحے قیمت سالانہ ہے پتہ دفتر رسالہ لالۂ صحرا انجر پور ریاست بھاولپور،

بھاولپور کی ریگستانی سرزمین سے شعر و ادب کا یہ نیا صحرائی لالہ سالہا سال کی کوششون کے بعد اوگا ہے، رسالہ ذیل کے نئے نئے ادبی عنوانون مین تقسیم ہے، اور اوسی نوعیت کے مضامین نظم و نثر نے اون عنوانون کے تحت جگہ پائی ہے، مثلاً "لوحِ خیال" یعنی اداراتی گذارشات، "سبد گل" یعنی پیامات، "مظاہرِ فطرت" یعنی ادبیات، "وادیِ رنگ و بو" یعنی نظمین "خضر راہ" یعنی تاریخ و سیر "انوار شبستان" یعنی افسانے "آبشارستان" یعنی غزلیات، "نقوشِ جمیل" یعنی نگارشِ لطیف "یعنی ادبِ لطیف"، "کارگاہِ عمل" یعنی تمدن و معاشرت" اور کہکشان" یعنی فارسی و ہندی شہپارے" ان مین سے ہر عنوان کے مضامین جہان سے شروع ہوتے ہین، ایک ایک مستقل سرورق ہے جس پر عجیب عجیب قسم کے دلچسپ نقش و نگار ہین، پھر طرح طرح کے انوکھے تحتانی عنوانون مین مضامین کی سرخیان اور صاحبِ نگارش کے اسماء درج کرکے ذوقِ ادب کی تسکین کا سامان فراہم کیا گیا ہے، شعراء اور مضمون نگارون کو خطابات بھی عطا ہوئے ہین، اور اون کی حوصلہ افزائی یا کلام کی قدر دانی کیلئے اون کے کلامون کو بھی الواحِ خاص سے مزین کیا گیا ہے، مضمون نگارون مین بعض روشناس اہلِ قلم کے مضامین بھی ہین، اور ملک کے بعض مشہور شعراء نے بھی نام

کی امداد کی ہے، لیکن اونھی کے پہلو مین بعض مطبوعہ غزلین بھی نئے آب و تاب سے شائع کی گئی ہین، اور اردو رسالہ
مین ادب لطیف لکھنے والون مین سے مایۂ ناز اہل قلم کی تو رسالہ کو پوری امداد حاصل ہے، رسالہ کا ایک دفتر تو بنجرو
ریاست بہاولپور مین ہے، اور دوسرا دفتر متعلقہ دار الادب جوالاپور ضلع سہارنپور یعنی جناب رد ش صدیقی کے دولتکدہ
پر ہے، اور ہدایت ہے کہ صوبہ متحدہ بہار اور بنگال سے اسی پتہ پر فرمائشین روانہ ہون،

نخلستان ملتان، مدیر جناب ن م راشد ایم اے، و جناب فقیر غلام حیدر، حجم ۵۶ صفحے، کاغذ معمولی
قیمت سالانہ سے رعایتی عاربہ، پتہ :- دفتر نخلستان ملتان،

"نخلستان" کے نام سے پنجاب کے دور افتادہ شہر ملتان سے اردو کا ماہانہ ادبی و اصلاحی رسالہ نکلا ہے، اوس
مین پنجاب اور یوپی کی اردو پر بحث ہے، اظہار مطالب مین لہجہ کسی قدر تند و تیز ہوگیا ہے، اردو کی خدمت کرنے
مین صوبہ وار تقسیم انگیز کے قابل ہو سکتی ہے، اگر اردو ہی کی خدمت کا واحد مطمح نظر موجود ہو، لیکن کسی صوبہ کے طعن
و طنز کے جواب مین یہ کہدینا کہ ہم اپنے صوبہ کی زبان اختیار کرلین گے، اردو کی کوئی اچھی خدمت نہین، آج یہ الفاظ بطور
تہدید استعمال ہوتے ہین، کل ہی جبر علی جامہ اختیار کرلے گی، زبان اردو کی سلامتی اب واقعی اسی مین ہے کہ اُسے "ہندوستانی"
کے نام سے موسوم کر دیا جائے، اوس وقت اردو نہ کسی خاص صوبہ کی زبان سمجھی جائے گی، اور نہ کوئی ایک صوبہ اردو کی
خدمت کر کے کسی دوسرے صوبہ پر اپنا احسان جتائے گا،

مفید المزارعین لکھنؤ (ماہانہ) اڈیٹر جناب چارو چندر سانیال، ایل اے جی، مقام اشاعت، سکندر باغ
لکھنؤ، حجم ۴۰ صفحے، لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ، قیمت سالانہ صوبہ متحدہ مین ۱۲ اور غیر صوبہ مین عہ، فی پرچہ ۲

یہ ہمارے صوبہ کے محکمۂ زراعت کی جانب سے افادۂ عام کیلئے اردو و ہندی دونون زبانون مین علیحدہ علیحدہ
جاری ہوا ہے، اس مین کاشتکاری اور اوس کے مختلف پہلوؤن پر مفید مضامین ہوتے ہین، زراعت کے متعلق مغربی
طریق کار کے تجربون کو پیش کیا جاتا ہی، باغبانی کے مختلف پہلوون کو نمایان کیا جاتا ہے، سامان زراعت از قسم آلات
اوزار کھاد اور بیج وغیرہ کے استعمال اور انکے منگانیکے آسان طریقے بتائے جاتے ہین، محکمۂ زراعت کی یہ ایک مفید

خدمت ہے، جسکی باشندگان صوبہ متحدہ کو خصوصاً اور عام ہندوستانیون کو عموماً قدر کرنی چاہئے،

ہمدرد صحت (دہلی) مرتبہ جناب حکیم حاجی عبد الحمید صاحب حجم ۴۰ صفحے قیمت سالانہ عہ مقام اشاعت
ہمدرد منزل لال کنوان دہلی،

یہ ایک طبی رسالہ ہی، جو ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کے زیر اہتمام چند ماہ سے نکلتا ہے، رسالہ کے مضامین مفید
اور کار آمد ہوتے ہین، پرچہ محنت سے مرتب کیا جاتا ہی، اور خشک طبی رسالہ کے ہونے کے باوجود پرچہ کو خاصہ دلچسپ
بنا لیا جاتا ہے،

روزنامچہ دہلی مدیر جناب سید ابن عربی و حسین بن حسن نظامی حجم ۴۰ صفحے قیمت سالانہ ؏ ر
پتہ :- دفتر روزنامچہ دہلی،

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب سالہا سال سے اپنا دلچسپ روزنامچہ مختلف رسالون مین شائع کرتے رہے
ہین، اب کچھ دنون سے انھون نے "روزنامچہ" ہی کے نام سے ایک مستقل "رسالہ نما اخبار" جاری کیا ہے، جو اگرچہ ہفتہ وار ہے،
لیکن کبھی دو ہفتون اور کبھی چار ہفتون کے روزنامچے یکجا شائع ہوتے ہین، رسالہ کی دلچسپی بڑھانے کیلئے خواجہ صاحب
اپنے نام کے آئے ہوئے خطوط بھی "ناظرین کے خطوط" کے عنوان سے شائع کرتے ہین، اور بعض خطون کے جوابات
بھی چھاپتے ہین، خواجہ صاحب کی ہر چیز حیرت انگیز ہوتی ہے، اس لئے یہ رسالہ بھی اگر حیرت انگیز ہو تو تعجب
کی کوئی بات نہین،

مسافر مراد آباد، (ماہانہ) ناشر اسلامی مسافر خانہ ریلوے روڈ مراد آباد حجم ۴۴ صفحے، قیمت عہ سالانہ،

مراد آباد مین اسٹیشن کے پاس ایک عالیشان اسلامی مسافر خانہ زیر تعمیر ہے، اسکی ایک مجلس انتظامیہ ہے جس
کے زیر اہتمام "مسافر" کے نام سے ایک رسالہ نکلا ہے، اس سے مقصود مسافر خانہ کی عمارت کو امداد پہنچانا ہے، رسالہ
مین ادبی مضامین کے علاوہ سفر کے معلومات اور سفر سے متعلق مضامین خصوصیت سے درج ہوتے ہین، ہمین ڈر ہے
کہ اس مسافر سے مسافر خانہ کی امداد کے بجائے خود مسافر خانہ ہی کو مسافر کی امداد نہ کرنا پڑے،

الاعظم حیدرآباد دکن (ماہانہ) اڈیٹر جناب حکیم انصاری، حجم ۵۲ صفحے قیمت سالانہ چار روپیہ فی پرچہ ۳ پتہ دفتر

الاعظم پتھر گٹی اثریا بلڈنگ حیدرآباد دکن،

الاعظم حیدرآباد کا ایک ہفتہ وار اخبار ہے، کارکنانِ اخبار نے شاہزادہ ولیعہد حیدرآباد کے صاحبزادہ شاہزادہ

مکرم جاہ کی ولادت کی یادگار مین اپنا ایک ادبی ماہانہ رسالہ نکالنا شروع کیا ہے، مضامین مین ادبی وتنقیدی مضامین

چھوٹے چھوٹے افسانے اور مقامی شعرا کی نظمین اور غزلین ہوتی ہین،

مومن بدایون (ماہانہ) اڈیٹر جناب محمود بدایونی، حجم ۳۲ صفحے قیمت سالانہ عار پتہ: دفتر مومن محلہ ناہرخان بدایون،

رسالہ مومن جماعت "مومنین" (نور باف اصحاب) کا ترجمان اور اس کی فلاح وبہبود کا حامی وداعی ہے، مضا

زیادہ تر اپنے مقصد سے متعلق ہوتے ہین، لیکن ایک امر گوش گذار کرنے کے لائق ہے، کہ ہر فرقہ اور ہر جماعت کی

دوسری جماعت اور گروہ کی دلآزاری کے بغیر بھی آگے بڑھ سکتی ہے، پیشِ نظر رسالہ مین مومن جماعت کے جواب

سوال کا عمومی لب ولہجہ اور اس کے بعض فقرے بعض گروہون کیلئے دلآزار ہین، ایسی تحریرین افادہ کے بجائے

نقصان پہنچانے والی ہوتی ہین، اپنی نرم گفتاریون سے دوسرون کو اپنا ہمنوا بنانا چاہیے، نہ کہ اپنی درشت کلامیون

سے اپنی حاصل کی ہوئی ہمدردیون کو بھی ضائع کرنا چاہیے،

الدین، جونپور (ماہانہ) اڈیٹر جناب علی مہدی صاحب ایم اے وجناب جرار حسین صاحب فاضل حجم ۲۲ صفحے،

قیمت سالانہ چار، مقام اشاعت :- مدرسہ ایمانیہ ناصریہ جونپور،

یہ حضرات شیعہ کا ترجمان ہے، مضامین مذہبی ہوتے ہین، بعض مذہبی کتابون کے مسلسل ترجمے بھی اس مین

چھپ رہے ہین، زیر نظر رسالہ کے مضامین مین مناظرانہ رنگ کی جھلک نہین،

اسرارِ تصوف لاہور (ماہانہ) اڈیٹر جناب ملک "حسن الدین" صاحب، مقام اشاعت منزل نقشبندیہ

کشمیری بازار لاہور، حجم ۴۸ صفحے قیمت سالانہ ے ر

یہ رسالہ چند سال پہلے جاری ہو کر بند ہو گیا تھا، ماہ اکتوبر ۱۹۳۳ء سے پھر نکلا ہے، اس مین چند مضا

کیلئے مستقل عنوان قائم ہین جنمین ضخیم کتابون کے ترجمے نکل رہے ہین، مثلاً تجلیات بغداد مین شیخ عبدالقادر جیلانی

کے دیوان کی شرح ہے، "بادۂ تبریز" مین شرح دیوان شمس تبریز کے ٹکڑے ہین، نیز سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ

کے تذکرے وغیرہ بھی ہوتے ہین،

الاسلام لاہور (ماہانہ) اڈیٹر جناب سید نذیر الحق صاحب قادری حجم ۴۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی

قیمت سالانہ عار پتہ :- دفتر الاسلام چک نمبر ۳۰ جھنگ برانچ ضلع لائل پور،

یہ مذہب اسلام کی تبلیغ واشاعت کا مقصد لیکر نکلا ہے، اور اس مین اسی قسم کے مذہبی مضامین اور نظمین ہوتی

ہین، مضامین مین زیادہ حصہ پہلے کے مطبوعہ مضامین کا ہوتا ہے،

اسلام کانپور (ماہانہ) اڈیٹر جناب قاضی عابد علی صاحب عابد مبوری حجم ۴۰ صفحے قیمت سالانہ عار پتہ، منیجر

رسالہ اسلام، دفتر تبلیغ اسلام، کانپور،

انجمن تبلیغ اسلام کانپور نے ماہ ستمبر ۱۹۳۳ء سے "اسلام" کے نام سے ہندی زبان مین ایک رسالہ نکالا ہے

جس کا مقصد ہندؤون مین تبلیغ اسلام کرنا ہے، ہندی کے مضامین کا خلاصہ رسالہ کے آخر مین اردو زبان

مین بھی چند صفحون مین دیدیا جاتا ہے، مضامین مین زیادہ تر حصہ قرآن مجید کے تعلیمات، توحید واجتناب شرک کے

اقتباسات وتوضیحات پر مشتمل ہے جنمین ہندو مذہب کے عقائد سامنے رکھ کر انھین الفاظ ومحاورات مین پیش

کیا گیا ہے، مثلاً "اگنی پوجا" "جل پوجا" "درخت پوجا" "مورتی پوجا" "دہن لکشمی پوجا" "دیوی پوجا" وغیرہ امید ہے کہ یہ رسالہ

اگر جاری رہ گیا، تو مفید خدمت انجام دے گا، ارباب خیر کو اسکی توسیع اشاعت مین امداد پہنچانا چاہیے،

کتابی دنیا، بدایون (ماہانہ) اڈیٹر جناب محمد حمید الدین صاحب نظامی حجم ۴۸ صفحے قیمت ۱؎ سالانہ،

پتہ :- منیجر کتابی دنیا بدایون، یوپی،

اس رسالہ کا مقصد قدیم وجدید اور زیر تصنیف کتابون کے متعلق مفید معلومات فراہم کرنا ہے، مضامین

مین مختلف کتابون کے اقتباسات، اور کتابون پر تنقیدین ہوتی ہین، پھر زیادہ حصہ کتابون کے اشتہارات کا ہے

رسالہ اگر "فہرست کتب" کی شان سے ممیز ہوجائے تو زیادہ مناسب ہے،

قاسم العلوم دیوبند (ماہانہ) مرتبہ جناب عتیق احمد صاحب صدیقی سابق مدیر الانصار، حجم ۳۲ صفحے قیمت سالانہ ۱۲ر درعایتی عہر، پتہ:۔ دفتر قاسم العلوم دار العلوم دیوبند، سہارنپور،

قاسم العلوم دار العلوم دیوبند کے قدیم رسالہ القاسم کے بجائے جاری ہوا ہے، جو ایک زمانہ دراز تک مذہب وملت کی خدمت انجام دیتا رہا تھا، اور ادھر چند سال سے بند ہوگیا تھا، اس کا پہلا پرچہ ہمین موصول ہوا ہے، اس مین مختصر مذہبی مضامین، اور بعض عربی قصائد کے اردو ترجمے ہین، رسالہ کو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی و دیگر اکابر علمائے دیوبند کی سرپرستی وہمدردی حاصل ہے، چنانچہ علمائے دیوبند مین سے مولینا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم و مولینا اعزاز علی صاحب مدرس دار العلوم وغیرہ کے مختصر مضامین موجود ہین،

بچہ دہلی (ماہانہ) نگران جناب حکیم ایولی پرشاد صاحب واڈیٹر جناب ایس عبد اللہ قریشی محمود حجم ۳۲ صفحے، قیمت سالانہ عہر، پتہ:۔ منیجر رسالہ بچہ پہاڑ گنج دہلی،

یہ رسالہ صرف بچون کی پرورش وپرداخت اور اون کے امراض وعلاج کے معلومات پیش کرنے کی غرض سے نکلا ہے، اور "زچہ وبچہ" سے جملہ متعلق امور اس کے دائرہ بحث مین داخل ہین، اور مضامین زیادہ تر اپنے موضوع کے اندر ہوتے ہین، کبھی کبھی ایک دو تاریخی وادبی مضامین بھی نظر آجاتے ہین،

رسالون کے خاص نمبر اس ششماہی مین ذیل کے چند رسائل کے خاص نمبر ہمین موصول ہوئے،

رسالہ ندیم کا بہار نمبر (گیا) اڈیٹر جناب انجم حجم ۲۲۰ صفحے قیمت عہر سالانہ قیمت ؟ پتہ دفتر ندیم پنچایتی اکھاڑا، گیا،

رسالہ ندیم چند سال سے صوبۂ بہار کے شہر گیا سے جاری ہے، اور اوسے اس اولیت کا فخر حاصل ہے کہ اوس نے چند سال تک صوبہ بہار مین اپنی زندگی کا ثبوت دیا، صوبہ کے نوجوانون کو مضمون نویسی کی ہمت دلائی، شعرا کو اپنے کلام شائع کرنے کی ترغیب دی، اور اس طرح صوبہ کے نوجوانون کی مخفی ادبی صلاحیتین بروکار آئین

اس رسالہ نے بڑی تیاریون کے بعد انہی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر اپنا ایک خاص نمبر صوبہ بہار کے نام پر "بہار نمبر" سے موسوم ماہ جولائی مین نکالا، اور التزام یہ رکھا کہ اس نمبر مین صرف صوبہ بہار ہی کے اہل قلم کے مضامین ہون، کارکنان ندیم لایق ستایش ہین، کہ وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہوئے، اور صوبہ بہار کے جس قدر موجودہ ممتاز اہل علم وادب مشعرا اور روشناس اہل قلم اور نوجوان شعرا تھے، کارکنان ندیم نے اون تک رسائی حاصل کی، اور اون کے مضامین نثر ونظم رسالہ مین موجود ہین، البتہ نواب نصیر حسین خان خیال کی تحریر کا نظر نہ آنا تعجب انگیز ہے، مضامین علمی وادبی ہر قسم کے ہین، "بہار مین اردو" کو استاذ محترم مولینا سید سلیمان ندوی نے روشناس کیا ہے، جو بہار کی "اردو نثر کی پہلی کتاب" مولینا سید مناظر احسن صاحب گیلانی نے پیش کی ہے، لیکن یہ محل نظر ہے، اسی مضمون مین بعض مقامات پر "صوبیت" کی عصبیت نمایان ہوگئی ہے، جس پر بعض دوسرے صوبون کے اہل ادب نے انگشت نمائی کی ہے، لیکن اون کو معلوم ہونا چاہئے، کہ صوبہ بہار ابھی اپنی ادبی زندگی مین بہت پیچھے ہے، اس لئے اگر تحریک اصلاح وترقی کے دور مین افراط وتفریط کی کوئی جھلک نظر آجائے، تو وہ بھی چشم پوشی کے لائق ہے، اسی طرح صوبہ کے مختلف اہل قلم نے صوبہ کے مختلف گمنام مشہور شعرا کو روشناس کیا ہے، جنمین جبرتی پر ایک مقالہ شاد مرحوم عظیم آبادی کا ہے، اور اسی پر پروفیسر محفوظ الحق نے بھی داد تحقیق دی ہے، چند افسانے بھی ہین جنمین جناب بانوری کے مزاحیہ افسانے بھی داخل ہین، ان مین سے ایک "اوتھیل والیف" کے عنوان سے افسانہ ہے جس مین ایک مغرب زدہ نوجوان کا اچھا خاکہ اوتارا گیا ہے، اور ایک دوسرا افسانہ "معصوم ہستیان" کے زیر عنوان ہے جسمین افیونیون کی مجلسی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے، اسی افسانہ مین بعض ایسے جملے بھی آگئے ہین، جو بعض سنجیدہ حلقون کی دلشکنی کا باعث ہوئے، مزاحیہ افسانون کو ایسے دانستہ ونادانستہ پہلوون سے بچا کر لکھنا چاہئے، مضامین کی مجموعی تعداد ۶۰ ہے، صوبہ کے اکابر اور مشہور مقامات کی عکسی تصویرین بھی ہین،

سالنامہ علی گڈھ میگزین، مدیر جناب آل احمد سرور بدایونی، حجم ۲۲۶ صفحے، پتہ:۔ دفتر علی گڈھ میگزین مسلم یونیورسٹی علی گڈھ،

رسالہ علی گڈھ میگزین کا ادبی و علمی معیار مختلف زمانون مین بڑھتا گھٹتا رہتا ہے، مسرت ہی کہ آجکل اوس نے ایک نوجوان طالب علم آل احمد صاحب سرور کی ادارت مین اپنی اچھی جگہ پیدا کر لی ہے، ماہانہ رسالہ بھی وقت پر بیشتر مفید اور سنجیدہ مضامین کے ساتھ نکلتا ہے، اور اب ماہ اکتوبر مین اوس نے اپنا سالنامہ شائع کیا ہو جو مختلف قسم کے مضامین کا ایک قابل قدر مجموعہ ہے، رسالہ کا آغاز "آغاز داستان" کے بعد مولینا محمد علی مرحوم کے دو ایسے غیر مطبوعہ خطوط سے ہی جو اون کے زمانہ قیام بڑودہ کے لکھے ہوئے ہین، اور جن کا تعلق علی گڈھ کالج کی سیاسیات سے ہے، اس کے بعد ڈاکٹر سر اقبال کی ایک نظم "دین و سیاست" کے عنوان سے ہی، پھر استاذ محترم مولانا سید سلیمان ندوی کا ایک مقالہ "ہندوستان مین ہندوستانی" ہے، جو علی گڈہ کی انجمن اردوے معلی مین پڑھا گیا تھا، رسالہ مین پھر اسی طرح مختلف ممتاز اہل قلم کے مضامین ہین، مثلاً "نظامت باب ہند" کے زیر عنوان بنگال کے حکمران خاندان علی وردی کی اختصار کے ساتھ دلچسپ تاریخ ہے، "مولینا سہیل" یعنی ہمارے شہر کے اقبال احمد سہیل ایم اے، (علیگ) ایڈوکیٹ کے حوادث زندگی، پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی نے اپنے رنگ مین بیان کئے ہین، "اثبات واجب الوجود اور حکماے جرمنی" کے عنوان سے مدت کے بعد مولینا عبد الماجد دریابادی کا پرانا فلسفیانہ مقالہ نیا ہو کر نکلا ہے، جناب محمد ذکی الدین صاحب ایم ایس سی نے "الکندی کا ایک خط" اردو مین ترجمہ کر کے شائع کیا ہے، جس مین اوس نے آسمان کے رنگ کی حقیقت واضح کی ہے اور جو آسمان کے متعلق موجودہ سائنٹفک نظریہ سے ملتی جلتی ہے، بعض افسانے بھی اچھے خاصے ہین، اسی طرح حصۂ نظم مین اردو کے ممتاز شعراء فانی، اصغر، جگر وغیرہ کی غزلین ہین،

جہانگیر عثمان کا نظام نمبر

(مصور) اڈیٹر جناب محمد احمد خان درانی، حجم ۱۹۴ صفحے، قیمت عہ، پتہ دفتر جہانگیر لاہور نمبر ۹، ۲۰ باغ مسلم جنگ حیدرآباد دکن،

لاہور کے رسالہ جہانگیر نے اعلیحضرت نظام کی تقریب سالگرہ کے موقع پر اپنا ایک خاص نمبر نکالنے کیلئے یہ اہتمام کیا کہ اولاً رسالہ کا نام "جہانگیر عثمان" رجسٹرڈ کرایا، اور "جہانگیر عثمان کا خاص نمبر، نظام نمبر" سے موسوم کر کے

شائع کیا، اس رسالہ کی ڈائرکٹری نواب سر نظامت جنگ بہادر نے قبول کی ہے، رسالہ مصور ہے، تصویرون مین اعلیحضرت خسرو دکن، شاہزادگان دکن، اور اون کی بیگمات اور معزز ارکین سلطنت دکن کی تصویرین ہین، مضامین مین زیادہ حصہ حیدرآباد کی موجودہ عمرانی و تمدنی ترقیون پر ہے، چند مضامین اعلیحضرت نظام کے سوانح حیات و اخلاق و اوصاف کے بیان مین، چند مضامین حیدرآباد کے آثار قدیمہ کے ذکر مین ہین اور بعض مضامین مین حیدرآباد کے موجودہ نظام حکومت کی تشریح کی گئی ہے، مضمون نگارون مین بھی زیادہ تر حیدرآبادی اہل قلم ہین، رؤساے حیدرآباد مین سے رسالہ کے سرپرست نواب سر نظامت جنگ کے مختصر سوانح حیات اور ایک طویل انگریزی نظم کا اردو منظوم ترجمہ اور خود ان کا لکھا ہوا ایک مضمون ہے، حصۂ نظم کا زیادہ حصہ بھی رسالہ کے موضوع سے متعلق ہی، آخر مین چند افسانے اور دوسرے موضوع پر مضامین بھی ہین، رسالہ کے بعض مضامین اور نظمین پہلے کی مطبوعہ ہین، لیکن اون کے حوالے درج نہین،

مولوی کا رسول نمبر

اڈیٹر جناب عبد الحمید خان صاحب حجم ۱۴۴ صفحے، پتہ:- دفتر مولوی حمیدیہ پریس دہلی،

رسالہ مولوی دہلی غالباً اردو کا سب سے سستا رسالہ ہی، جو عمر سالانہ قیمت مین ملتا ہی، اور اسی قیمت کے اندر اس کا یہ ضخیم رسول نمبر بھی خریدارون کو دیا جاتا ہی، جو ہر سال تقریباً اسی حجم اور سائز مین نکلتا ہے، اس سال کے رسول نمبر کا نمایان وصف یہ ہے کہ مولینا حالی مرحوم کی مشہور نعت کے ہر ایک مصرعہ پر ایک ایک مستقل مضمون ہے، اور اس طرح اوس نعت کی واقعات و حقائق سے لبریز شرح تیار ہو گئی ہے، دوسرا عنوان "اعتراف صداقت" ہی، اسمین ہندو اہل قلم کے صفحے دو صفحے کے مضامین سیرت نبوی پر ہین، آخر مین نظمین اور نعتین درج ہین

مسافر کا نور نمبر

اڈیٹر جناب عادل ادیب و جناب عبد القدیر ذوقی، حجم ۲۰ صفحے، پتہ دفتر رسالہ مسافر بکپور رود مرادآباد،

رسالہ مسافر مرادآباد کا یہ پہلا خاص نمبر ہے، جو اس انوکھے نام اور عنوان سے نکلا ہی، مضامین اور اون کے عنوانون مین "نور" "انوار" اور "تجلیات" وغیرہ کی لفظی رعایتین ملحوظ رکھی گئی ہین، اور انہی مناسبتون سے تصوف کے مضامین و مباحث آگئے ہین، سرورق پر مرادآباد کے زیر تعمیر اسلامی مسافر خانہ کی تصویر شائع کیگئی ہی،

اخبارات | نئے اخبارات حسب ذیل ہین :-

روزنامہ آزاد لاہور اوارہ، تحریر جناب عبد الباقی و جناب صدیق طیب حجم روزانہ ۸ صفحے تقطیع ۱۸×۲۲

قیمت سالانہ اٹھارہ روپے، و ہر پرچہ ۱؎ پتہ :- دفتر آزاد سرکلر روڈ، بیرون موچی دروازہ، لاہور،

روزنامہ آزاد ماہ جولائی ۳۳ء سے نکلا ہے، یہ ہندوستان مین تحریکِ آزادی کی دعوت دینے والا، مسلمانون کو صحیح اسلامیت کی طرف بلانے والا، مسلمانون کو دیگر اقوامِ ہند کے دوش بدوش خدمتِ وطن پر آمادہ کرنے والا، پھر مسلمانون کو اپنی انفرادی ہستی کے احساس کو برقرار رکھنے کا مشورہ دینے والا ایک متین و سنجیدہ اخبار ہے، ملک کے عام سیاسی مسائل اور اسلامی سیاسیات پر غیر جانب داری سے صحیح رائے زنی کرتا ہے، نقد و نظر اور بحث و تمحیص مین ابھی تک تہذیب و متانت کا دامن نہین چھوٹا، اپنے معاصرین سے بھی اختلاف کرتا ہے، تو لب و لہجہ مین تیزی نہین آتی، کسی جماعت اور گروہ کے سیاسی معتقدات اگر اس کے زیرِ بحث آتے ہین تو دلائل سے ان کی کمزوریان آشکارا کرتا ہے، اور اگر عیوب دکھاتا ہے، تو محاسن بھی گنا دیتا ہے، لیکن اگرچہ کارکنانِ روزنامہ اپنے معتقدات و آرا کے اظہار مین اپنے اخلاص و حسنِ نیت کا ثبوت بھی رکھتے ہین، تاہم یہ بھی کہنا پڑتا ہے، کہ ابھی وہ نوجوان ہین، اور کبھی کبھی اپنی نوجوانی کے جوش و خروش مین اون کا قلم حق کو حق ثابت کر دینے کے مظاہرہ مین تیز و تند ہو جاتا ہے، روزنامہ نے اپنے معنوی محاسن کے علاوہ اپنی ظاہری شان و شوکت مین بھی اپنے تمام اردو معاصرین پر فوقیت حاصل کر لی ہے، اخبار کی قیمت دوسرے اردو روزناموں کی قیمتون کے مساوی ہے، مگر حجم تقریباً ڈیوڑھا ہوتا ہے، اخبار کی لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے، ہفتہ مین سنڈے اڈیشن کے طور پر اس کا ایک خاص نمبر بھی نکلتا ہے، جو معمولی حجم سے زیادہ اور مصور ہوتا ہے، خدا کرے کہ اوسکو عمر طویل عطا ہو، اور ملک و ملت کی خدمت کا اوسے موقع حاصل رہے،

جدت ، مراد آباد، (ہفتہ وار) اڈیٹر جناب ظفر حسین خان صاحب حجم ۱۲ صفحے، تقطیع ۲۰×۲۶/۴ قیمت سالانہ پتہ :- دفتر جدت مراد آباد،

اخبار "جدت" یو پی کی جمعیۃ العلماء کے مشہور کارکن مولینا محمد عمر دراز بیگ صاحب کی نگرانی مین نکلتا ہے، ملک کے ممتاز اکابر نے مولانائے موصوف کی تحریک پر اخبار کے نام پیغاماتِ تہنیت ارسال کئے ہین، جو مختون جدت مین چھپتے رہے، ان اکابر نے اپنی توقعات کا اس سے اظہار کیا، اخبار اپنے مضامین کے لحاظ سے اوسط درجہ کا ہے، اور مسلمانون کی خدمت پیشِ نظر رکھتا ہے، معلوم نہین اس اخبار کے سرورق پر "یو پی کا واحد اخبار" کس مناسبت سے لکھا ہے،

مسلم بانکی پور پٹنہ (ہفتہ وار) اوڈیٹر مولوی سید منظر علی صاحب ندوی حجم ۱۲ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶/۴ قیمت سالانہ للعہ

پتہ :- دفتر مسلم، برقی پریس، سبزی باغ، بانکی پور پٹنہ،

اس اخبار کے پیشِ نظر صوبہ بہار مین صحیح قومیت کی تعمیر اور مسلمانون کو اون کے صحیح حقوق اور مطالبات سے آگاہ کرنا ہے، اس کے متعدد پرچے نظر سے گذرے، اچھی خاصی کامیابی کے ساتھ یہ مسلمانانِ بہار کی خدمت مین معروف ہے، اختلافِ آراء کے موقعون پر لب و لہجہ مین کبھی تیزی بھی آجاتی ہے، اوس نے اپنی مختصر عمر کے باوجود اپنے صوبہ مین اچھی خاصی جگہ پیدا کر لی ہے، اخبار کے مقالۂ افتتاحیہ مین ملک کی اہم ضرورتون پر توجہ کرنے کے علاوہ اس کے مختصر نوٹون مین مفید مسائل پر اختصار کے ساتھ اظہارِ خیال ہوتا ہے "تنکہات" مین ہنسنے ہنسانے کی باتین اور مزاحیہ رنگ مین تنقیدین کی جاتی ہین، ایک آدھ مختصر افسانہ بھی عوام کی دلچسپی بڑھانے کیلئے ہوتا ہے، ہفتہ بھر کی خبرین قرینے سے جمع کیجاتی ہین، صوبہ کی خبرون کا کالم علحدہ ہوتا ہے، اس طرح مجموعی حیثیت سے اخبار اچھی ترتیب اور مضامین کے ساتھ شائع ہوتا ہے، خدا کرے کہ زندگی نصیب ہو،

نقیب پھلواری شریف پٹنہ (سہ روزہ) اڈیٹر جناب مصغر الحق ناصری حجم ۸ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶/۴ قیمت سالانہ ع

پتہ :- دفتر نقیب پھلواری شریف پٹنہ،

محکمۂ امارت شرعیہ بہار کے صحیفۂ امارت کے بند ہونے کے بعد نقیب کے نام سے ایک دوسرا اخبار جاری ہوا ہے، جو امارت کے مقاصد کی اشاعت کرتا ہے، ہندوستان کی اسلامی سیاسیات مین دلچسپی لیتا ہے، صوبہ کے مسلمانون کے فلاح و بہبود کا خواہان ہے، اور دفتر امارت شرعیہ کی کارگذاریون کو شائع کرتا ہے، اخبار مین مذہبی

مضامین بھی ہوتے ہین، اس اخبار نے صوبہ کے سرکاری مدارس کی درسی کتابون پر بھی توجہ کی، اور بعض مفید

شائع کئے، اور صوبہ بہار کے مسلمانون کی مذہبی، ملی اور قومی خدمت اچھی طرح انجام دے رہا ہی،

روزنامہ مشیر کانپور، ادارہ جناب سید ایوب احمد صبر شاہجہان پوری، وجناب سید حسین علی شہید حجم ۴ صفحے،

تقطیع ۲۰×۲۶/۴ قیمت ہر پرچہ ۱ پتہ:- دفتر مشیر کانپور،

مشیر کا جو نمبر پیش نظر ہے، اوس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سابق "جمعیۃ العلماء کانپور" سے کٹ کر ایک علمی

جماعت کانپور مین پیدا ہوئی ہے، اور وہی جماعت اوس جمعیت اور "قضاۃ کانفرنس کانپور" کے رازہائے درون

پردہ کو اپنی دانست مین بے نقاب کرنا چاہتی ہے، اور اسی مقصد سے یہ روزنامہ نکلا ہے، معلوم نہین اس کے کارپردازان

اس کے اجراء کا کوئی مستقل مقصد بھی رکھتے ہین یا اسکی حیثیت محض ایک ہنگامی وقتی جریدہ کی ہے،

قائد سنبھل ضلع مراد آباد، (ہفتہ وار) مدیر جناب ظاہر الانصاری (فاضل دیوبند) حجم ۱۲ صفحے تقطیع

قیمت سالانہ سے ہر پرچہ ۱ پتہ، دفتر قائد سنبھل ضلع مرادآباد

قائد ماہ دسمبر ۳۲ء سے نکلا ہے، اس کا پہلا پرچہ پیش نظر ہے، اس کے اجراء کا مقصد مسلمانون کی قومی

خدمت کرنا، اور مسلمانون مین تعلیمات اسلام کی اشاعت کرنا بتایا گیا ہی، پہلے نمبر کے مضامین تعلیمات اسلام کے زیر عنوان

چند احادیث کے اردو ترجمے، اور مضمون خاص "تقدیر کا مفہوم" کے زیر عنوان ہی، اسکے علاوہ عام سیاسی اصلاحی خبرین اور نوٹ ہین

مصور بمبئی (ہفتہ وار) اڈیٹر جناب محمد نظیر، حجم ۲۶ صفحے قیمت ہر پرچہ ۱ دفتر مصور بیز خان اسٹریٹ بمبئی،

یہ ایک فلمی اسم بامسمی اخبار ہے، جو ماہ نومبر ۳۲ء سے نکلا ہی اس کے دو پرچے نظر سے گذرے، مقالۂ افتتاحیہ

مین بمبئی کا اردو اسٹیج کے زیر عنوان دو نمبرون مین اردو کے ادن ڈرامہ نویسون اور اون کے ڈرامون پر تنقید

جو بمبئی کے اسٹیج پر کبھی کھیلے گئے، یا کھیلے جا رہے ہین، اڈیٹر کے نوٹون مین زیادہ تر بمبئی کے مقامی سیاسیات

مقامی متنازعہ فیہ مسئلون پر مضامین ہوتے ہین مضامین مین مختلف افسانے، ڈرامے اور اون کے اقتباسات ہوتے ہین

گلدستہ لاہور (ہفتہ وار) اڈیٹر رائے صاحب لالہ رگھوناتھ سہائے بی اے وجناب قیصر مرادآبادی حجم ۱۶ صفحے،

قیمت سالانہ صہ، پتہ:- منیجر گلدستہ، ہیرا منڈی لاہور

گلدستہ بچون کا ہفتہ وار اخبار ہے، جو چند سال سے جاری ہے، یہ اخبار بچون کے پرانے اخبار پھول

سے صوری و معنوی دونون حیثیتون مین ملتا جلتا ہی، لکھائی چھپائی اور مضامین کمسن بچون کی استعداد کے مطابق ہوتے ہین،

الجلیل دہلی (ہفتہ وار) ادارہ تحریر جناب منظور احمد عثمانی بی اے ضیا صدیقی حجم ۱۶ صفحے تقطیع ۲۰×۳۰/۴

قیمت سالانہ عہ، نمونہ مفت، پتہ:- دفتر اخبار الجلیل دہلی،

یہ اخبار ماہ ستمبر اکتوبر سے جاری ہی، اسلامی سیاسیات اور ریاستون کے معاملات مین دلچسپی لیتا ہی، اسلامی تاریخ

کے اچھے چھوٹے مضامین بھی چھاپتا ہی،

عروج جھنگ (ہفتہ وار) اڈیٹر جناب شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی حجم ۱۲ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶/۴ قیمت سالانہ للعہ

پتہ:- دفتر عروج جھنگ مگھیانہ (پنجاب)

اس اخبار مین زمیندارون کو ترقی و فلاح کی دعوت دیجاتی ہی، حفظان صحت اور کاشتکاری کے معلومات بھی

درج ہوتے ہین،

مراد گورکھپور، (ہفتہ وار) اڈیٹر جناب حکیم امجد حسین نظر، حجم ۱۰ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶/۴ قیمت ہے پتہ- دفتر مراد،

دیسی دواخانہ گورکھپور،

اخبار "مراد" مسلمانون کو راہ وفاد کھا کر بام مراد پر لیجانے کا داعی اور ہندوستان مین امن و صلح و آشتی

کے قیام کا خواہان ہی،

چونچ کلکتہ، (ہفتہ وار) اڈیٹر جناب عنایت دہلوی، حجم ۱۲ صفحے تقطیع ۲۰×۳۰/۴ قیمت سالانہ صہ

پتہ، دفتر چونچ نمبر ۲۶ بوبازار اسٹریٹ کلکتہ،

یہ اخبار مزاحیہ رنگ مین نکلتا ہے، اور اسی قسم کے عنوانون کے ماتحت اسی رنگ کے مضامین ہوتے ہین، اور مزاحیہ

رنگ ہی مین لوگون پر نقد و جرح بھی ہوتی ہی، لیکن یہ اپنی جگہ علٰحدہ قابل غور ہی کہ یہ طرز مزاح کوئی واقعی لطف مزاح رکھتا بھی ہی کہ نہین، اخبار مصور ہونا ہے

اخبارون کے خاص نمبر، مختلف اخبارات کے خاص نمبر یہ ہین،

سالنامہ روزنامہ اجمل بمبئی (مصور) اڈیٹر جناب حارث و جناب نعمانی، حجم ۸۶ صفحے تقطیع ۲۰×۳۰

پتہ، دفتر اجمل پرنسس بلڈنگ بمبئی نمبر ۹،

روزنامہ اجمل مسیح الملک حکیم اجمل خان مرحوم کی یادگار مین بمبئی سے نکلتا ہے، اب اوس نے اپنی عمر کی
چھٹی منزل مین قدم رکھا ہے، اور اسی مناسبت سے ماہ اکتوبر ۱۹۳۳ء مین اوس نے اپنا سالنامہ شائع کیا ہے،
اجمل خان مرحوم کی سیاسیات مین سچی وطن پروری کے ساتھ جو معتدلانہ روش قائم تھی، اجمل نے بھی اسکو قائم
حکیم صاحب مرحوم سے ملک کے سچے رہبرون کو دلی محبت تھی، اسی لیے وہ اون کی یادگار کی بھی قدر کرتے ہین،
اس سالنامہ مین گاندھی جی، پنڈت جواہر لال نہرو، مسز سروجنی نائڈو، ڈاکٹر انصاری، مولینا حسین احمد مدنی، مولینا
ندوی، ڈاکٹر سید محمود، مولینا عبد الماجد دریابادی، ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب وغیرہ کے پیامات شائع ہوئے ہین،
اجمل کی سیاسی روش پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرکے اس سے اپنے توقعات وابستہ کئے ہین، اور اہل ملک کو اس کی
مختلف پیامات بھی دئے ہین، پرچہ اپنے مختلف النوع مضامین کے لحاظ سے بھی دلچسپ ہے،

روزنامہ شیر کا ظفر نمبر رنگون (مصور) حجم ۱۲ صفحے تقطیع ۲۰×۳۰ قیمت ہر پرچہ ۲ پتہ دفتر روزنامہ شیر ۱۳۲ اسپارک اسٹریٹ رنگون برما،

روزنامہ شیر رنگون مین اردو کا غالبًا واحد روزنامہ ہے، جو جناب شیر محمد صاحب کی حوصلہ افزائی سے مسلمانون کی
سیاسی خدمت اور زبان اردو کی رنگون مین اشاعت کیلئے جاری ہے، اوس نے ماہ نومبر مین اپنا ایک خاص
ظفر نمبر کے نام سے موسوم نکالا ہے، جو مولینا ظفر علی خانصاحب کے دورہ برہما کے استقبال و یادگار کے طور
مختلف مضامین نظم و نثر مین مولینا موصوف کا استقبال کیا گیا ہے، اور مختصر سوانح حیات درج ہین،

اخبار الامان کا رسول نمبر الکٹ مولوی مظہر الدین صاحب، حجم ۶۹ صفحے کتابی تقطیع، پتہ:- دفتر اخبار الامان، دہلی،

سہ روزہ اخبار الامان کا رسول نمبر ماہ ربیع الاول مین کتابی شکل مین نکلا ہے، سیرت نبوی پر چھوٹے چھوٹے
مضامین ہین، اور چند مضامین موضوع سے علحدہ بھی ہین، اور ادارہ کے کالم مین مختلف ملکی مسائل پر مختصر نوٹ

مطبوعات جدیدہ

ترکی جمہوریہ از جناب ضمیر احمد صاحب ہاشمی، ایم اے، ڈپٹی کلکٹر یوپی، حجم چھوٹی تقطیع کے ۲۰۰ صفحے،

قیمت عہ، پتہ:- مکتبہ جامعہ ملیہ قرول باغ دہلی،

مصنف نے "نوجوان ترک" کے عنوان سے بعض یورپی تصنیفات سامنے رکھکر اور اپنے اسلامی جذبات
و خیالات کی آمیزش کرکے "ترکی جمہوریہ" کے نام سے یہ رسالہ لکھا ہے، جو سولہ بابون مین تقسیم ہے، رسالہ مین اولًا
"ترکی دول مغرب کی نگاہون مین" پھر "فتح و نصرت کا زمانہ ۱۳۲۳ھ سے ۱۹۱۸ء تک" کو دکھا کر ترکون پر مغربیت
کے اثر کو دکھایا ہے، چوتھے باب مین "نوجوان ترک" روشناس کئے جاتے ہین، پھر مختلف بابون مین انجمن
اتحاد و ترقی کی بنا و تاسیس سے قیام جمہوریہ ترکیہ تک کے حالات اجمالًا لکھے ہین، انجمن اتحاد و ترقی کی بنا سے
جنگ عظیم کے خاتمہ تک کے حالات مین انور پاشا کا نام رسالہ مین نمایان طور پر نظر نہ آنا تعجب انگیز ہے، آخر
کے چند ابواب مین ترکی جمہوریت اور اوس کی سیاسی و تمدنی ترقیون کو پیش کیا گیا ہے، سب سے آخری باب "تمدن
و معاشرت" ہے، جسمین ترکون کے موجودہ مدنی و معاشرتی انقلاب کے جزئیات بیان کئے گئے ہین، اور
اون کے طرز عمل پر اعتدال کے ساتھ رائے زنی کی گئی ہے، اگرچہ کہین کہین مصنف کے قلم سے "توجیہات"
کے خفیہ اشارات بھی نکل پڑے ہین، تاہم یہ کتاب نوجوان ترکی کو سمجھنے مین ایک اچھی مدد دے گی،

چراغ نور یعنی بیان احوال ظفرآباد، مرتبہ جناب سید علی ضامن صاحب ترمذی بی اے،

رئیس جونپور، حجم ۱۶۰ صفحے، کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی قیمت ؟ پتہ جادو پریس جونپور،

اضلاع مشرقی مین شرقی سلطنت کے دار الحکومت جونپور سے متصل مقام ظفرآباد کو اچھی خاصی تاریخی
اہمیت حاصل ہے، کہ یہی مقام شہر جونپور کی بنا و تاسیس سے پہلے اس دیار کا مرکزی شہر تھا، اکابر رجال
صوفیہ و علما اس خاک سے اوٹھے اور اسی کے پیوند بنے، اسی کے ساتھ یہ خوشی کی بات ہے، کہ اس شہر

کے اہل علم کو اپنے وطن کی تاریخ سے دلچسپی رہی، مولوی سید ابو البشارت محمد نور الدین زیدی اسدی ظفر آبادی (م ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۹ء) انھی اہل علم بزرگون مین تھے، یہ یہان کے ایک ممتاز خاندان مین پیدا ہوئے، علم و فضل ورثہ مین پایا، خاندان مین جونپور اور ظفر آباد کی تاریخ ایک زمانۂ دراز سے قلمی شکل مین آرہی تھی جسمین ہر زمانہ کے کسی نہ کسی بزرگ نے عہد کے حالات بڑھائے تھے، یہانتک کہ مولوی صاحب موصوف نے اسی مسودہ کو سامنے رکھکر اپنے زمانہ مین جلدون مین جونپور کی تاریخ لکھی، اور ایک حصہ مین ظفر آباد کے حالات جمع کئے، جونپور کی تاریخ کے بعض حصے شائع ہوئے اور بعض حصون کی اشاعت کی نوبت نہین آئی، مگر خدا بھلا کرے مولوی فصیح الدین صاحب کلکٹر جونپور کا کہ انھون نے اس قلمی نسخہ کو جس نے خاندانی دستاویز کی شکل اختیار کر لی تھی، حاصل کر کے اوس سے دو جلدون مین انگریزی مین جونپور کی تاریخ لکھکر شائع کر دی، ظفر آباد کی تاریخ کا حصہ پھر بھی قلمی شکل مین باقی رہ گیا تھا، اب جناب سید علی ضامن صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ اونکی کوششون سے یہ حصہ بھی وقفِ عام ہو گیا، اسمین اونھون نے اپنے مزید حواشی و تعلیقات بھی چڑھائے مین۔

دیباچہ مین کتاب کی حیثیت واضح کی ہے، کتاب چند ابواب مین ہے جنمین ظفر آباد کے جغرافی حالات یہان کے قدیم باشندون کی نسلی و قومی تقسیم اور اونکا تعارف، شہر پر اسلامی حملے، صوفیہ کی امداد اور اونکی اشاعتِ اسلام کی خدمات اور پھر اسلامی حکومت کے قیام سے بناء سلطنت شرقیہ تک کی سرگذشت ہے، پھر نواب اودھ کی حکومت، انگریزی عملداری اور اسکین وار العض و قائع جمع کرنیکے بعد تیسرے باب مین یہان کے نامور بزرگون کے حالات و سوانح آتے ہین اور کتاب کا یہی حصہ قابلِ قدر ہے اور اسی باب کے آخر مین یہان کے باشندون کی خاندانی تقسیم مختلف ہندو مسلم قومون کا تعارف، مختلف صنعتون اور اہلِ صنعت کے تذکرے، اور یہان کے عام شندون کے عام معاشی و اقتصادی حالات کا خاکہ ہے، اور سب سے آخر مین شہر کے محلون، وقیع تاریخی عمارات، بازار، تجارت، وسائل آمد و رفت اور میلون ٹھیلون کا ذکر ہے، کتاب مجموعی حیثیت سے لائقِ مطالعہ ہے، کتاب کا زمانۂ تصنیف ۱۲۹۲ھ ہے، مرتب نے بعد کے واقعات اور بزرگون کے اخلاف کے تذکرے بھی اجمالاً حواشی مین درج کر دئے ہین،

شیر جنگ مؤلفہ جناب محمد سراج الدین صاحب طالب حجم ۲۰۶ صفحے، کاغذ عمدہ، لکھائی چھپائی

صاف ستھری قیمت درج نہین، سید جلال یداللہی، تاجر کتب چھتہ بازار، حیدر آباد، دکن،

حیدر آباد کے مشہور خاندان سالار جنگ کے مورثِ اعلیٰ حیدر علی خان شیر جنگ، صلابت جنگ کے عہدِ حکومت مین صوبہ دکن کے دیوان تھے، زیرِ نظر رسالہ انھی کے حالاتِ زندگی مین ہے، جس مین اس عہد کے سیاسی حالات بھی آگئے ہین، اور کتاب اسی اسلوب مین لکھی گئی ہے، کہ شیر جنگ کے سوانحِ حیات کے علاوہ حیدر آباد کی تاریخ کی ایک کڑی بھی بن سکے، لائق مؤلف نے تلاش و جستجو سے ان فرامین و اسناد کو بھی شامل کتاب کیا ہے جو شیر جنگ کو وقتاً فوقتاً عطا کئے گئے، کتاب مین شیر جنگ اور اون کے متعلق چند تصویرین بھی ہین۔

مونا وانا از جناب جلیل احمد قدوائی ایم اے حجم چھوٹی تقطیع کے ۱۴۲ صفحے ناشر مہتمم کتابستان بلی روڈ الٰہ آباد قیمت عمر

"مونا وانا" ایک بلجین مصنف مارس میٹرلنک کے ڈرامے کا اردو ترجمہ ہے، جو ڈرامہ کی ہیروئن مونا وانا ہی کے نام کے ساتھ شائع ہوا ہے، ترجمہ صاف سلیس اور روان ہے، ڈرامہ مین دراصل محض مونا وانا ہی کے ایک خاص حیرت انگیز کردار کو پیش کیا گیا ہے، ڈرامہ کا خلاصہ یہ ہے، کہ وانا کا وطن ایک طاقتور فوج کے محاصرہ مین ہے، سارا شہر بے آب و دانہ تڑپ رہا ہے، محاصر فوج کا سالارِ اعظم اپنے داخلی سیاسیات کی بنا پر اپنی حکومت سے سرکشی پر آمادہ ہوتا ہے، لیکن یہ محاصر و محصور دونون سے پردۂ راز مین ہے دوسری طرف وہ وانا کے جو محصور شہر کے گورنر کی بیوی ہے، نادیدہ عشاق مین ہے، وانا کا سسر جو ایک صاحب سیرت، بلند پایہ فلسفی ہے، محاصر فوج کے سالار سے ملتا ہے، اور ایک شب کیلئے وانا کو اوس سپہ سالار کے خیمہ مین بھیجنے کا وعدہ کر آتا ہے، اور شہر کے محصور باشندون کو موت کے منہ مین جانے سے بچانے کا سامان کر لیتا ہے، وانا کا شوہر اولاً اپنے باپ کے اس محیر العقول اقدام کو سمجھنے سے عاجز رہتا ہے، اور پھر وانا کی وفاداری پر اعتماد کر کے یقین رکھتا ہے، کہ وہ ہرگز ایسے فعل پر آمادہ نہ ہوگی، جس سے ان دونون زن و شو کی ناموس و عزت ہمیشہ کیلئے برباد ہوتی دکھائی دیتی ہے، مگر وانا اپنے وطن کے بھوکے باشندون کو موت کے منہ سے نکالنے کیلئے، اپنی عصمت کے آبدار موتی کو بھی نثار کرنے کیلئے تیار

ہوجاتی ہے، اور غلون سے لدے چھکڑے شہر مین داخل ہوتے ہین، وانا کے سپہ سالار کے خیمہ
پہنچنے کے بعد ایک نیا عقدہ کھلتا ہے، اوس کا جوش خدمتِ وطن اور جذبۂ ایثارِ نفس اوسے اوس
خیمہ سے باعصمت لوٹا لاتے ہین، اور وہ سپہ سالار بھی وانا کی معیت مین شہر مین چلا آتا ہے، واقعات
کے سب محیر العقول، لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ کہ سب کے سب ممکن الوقوع ہین، ایرا
رنگ کا ایک دلآویز ڈرامہ ہے، اگرچہ ڈرامہ کے پلاٹ کے آخری حصہ مین بعض واقعات
لاینحل رہ جاتے ہین، اور فسانہ کچھ ناتمام سا رہ جاتا ہے، لیکن شاید مغربی تصنیف کا یہ بھی کوئی کمال ہی ہو

مشاہیر اردو کے خطوط، از پروفیسر مہیش پرشاد صاحب (مولوی فاضل) صدر شعبہ عربی فارسی واردو، ہندو یونیورسٹی بنارس، ناشر رائے صاحب رام دیال اگروالا، الہ آباد، حجم ۱۱۱ صفحے، تقطیع چھوٹی، قیمت ۱۲؍

رسالہ کا موضوع اوس کے نام سے ظاہر ہے، اس مین اردو کے بیس مشہور مسلم و ہندو اہل قلم کے خطوط
جمع کئے گئے ہین، تاکہ طلبہ کے درس و تدریس مین کام آئین، رسالہ کے شروع مین اردو کے مشہور مجموعۂ
مکاتیب کے دیباچون سے مختلف ٹکڑے بطور دیباچہ نقل کئے گئے ہین، اور آخر مین مرتب نے دیباچہ کے
خاتمہ کے طور پر اس رسالہ کے خصوصیات اور مکاتیب کی حیثیت واضح کی ہے، ہر صاحب خط کا مختصر تعارف بھی چند چند سطرون مین درج ہے

اسلامی حکایات، اسلامی روایات، اسلام اور غیر مسلم، از جناب محمد حفیظ اللہ صاحب، ناشر مسلم اکاڈمی پھلواری شریف پٹنہ، حجم بترتیب ۴۴ و ۹۶ و ۱۰۰ صفحے، تقطیع چھوٹی، قیمت بترتیب ۲؍، ۶؍، ۲؍

"اسلامی حکایات" مین اردو کے مختلف شعرا کی ایسی نظمین یکجا کی گئی ہین جنمین اسلامی تاریخ کا کوئی واقعہ
قلمبند کیا گیا ہو، یا جنمین اسلام کے اخلاق و تعلیمات پیش کئے گئے ہون، نظمون کی مجموعی تعداد ۵۶ ہے، دوسرا رسالہ اسلامی
روایات چند سال پہلے چھپا تھا، اب اوسکا دوسرا اڈیشن شائع ہوا ہے، اسمین صفحہ دو صفحون مین چھوٹے چھوٹے تاریخی مضامین
ہین، تیسرے رسالہ اسلام اور غیر مسلم کا بھی یہ طبع ثانی ہے، اسمین اسلامی سلطنتون اور فرمان رواؤن کے متعلق غیر مسلم
مورخین کے مختصر توصیفی اقتباسات جمع کئے گئے ہین،

"ر"

جلد ۳۳ | ماہ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۳۴ء | عدد ۲

مضامین